جنازہ رسول خدا ﷺ

مؤلف

شیخ ابو علی نجفی

جنازہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مؤلف

الشیخ ابو علی نجفی

Contents

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله رب العالمين ، الحمدلله على نعمه كلها ، الحمد لله على حلمه بعد علمه وعلى عفوه بعد قدرته ونحمده ونصلي على حبيبه ونجيبه سيدنا ونبينا وحبيب قلوبنا ابي القاسم المصطفى محمد وعلى آله الطيبين الطاهرين الذين أذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا.

اما بعد فقد قال الله تعالى فى كتابه المجيد ﴿ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴾[1]

ترجمہ. وہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب بنایا جائے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

تمام تعریفیں اس رحیم و کریم اور منان اللہ کے لیے ہیں جس نے اسلام کو جملہ ادیان پر برتری اور شرف بخشا ہے اور عسر و حرج کو رفع کرتے ہوئے ہمیں آسان دین سے نوازا ہے قرآن مجید جیسی معجزہ خالدہ کتاب اپنے حبیب پر نازل فرمائی ہے جس کی تعلیمات پر عمل واجب قرار دیا ہے جہالت اور ظلمت کے خاتمے

---

[1]. سورۃالتوبہ آیت 33 پارہ 9

کے لیے ختمی المرتبت نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام سے برگزیدہ اور اشرف نبی ہیں درود و سلام ہو نبی ﷺ اور آل نبی علیہم السلام پر جو اہل زمین کے لئے امان اور روز قیامت بھی کشتی نجات ہیں جو ہادی اور مہدی برحق ہیں جس نے ان ذوات قدسیہ کی متابعت اور مشایعت اختیار کی اس نے ہدایت اور فلاح پائی اور جس نے ان سے دوری اختیار کی وہ ضلالت اور گمراہی کے شکنجے میں پھنس گیا اللہ تعالی کی حمد وثنا نبی اور آل نبی علیہم السلام پر درود و سلام کے بعد اس تالیف کی غرض وغایت کو بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں کافی عرصہ سے اس چیز کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ کتب فریقین کی روشنی میں جنازہ نبی کریم ﷺ کے موضوع پر ایک ایسی عام فہم کتاب تألیف کی جائے جس میں آپ ﷺ کی مرض الموت سے لے کر انکی تدفین تک رونما ہونے والے تمام واقعات اور حوادث کا مختصراً ذکر ہو۔

جو تلمیذ تاریخ کے لئے مزید علمی استفادہ کا سبب قرار پائے مع الأسف کچھ مصروفیات کی وجہ سے یہ دیرینہ خواہش اپنی پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکی اب اللہ تعالی نے مجھے بحق چاردہ معصومین علیہم السلام توفیقات خیر سے نوازا ہے اور فرصت اول میں ہی اپنا قلمی شاہکار (جنازہ رسول خدا ﷺ) نامی کتاب تالیف کی ہے جس میں مندرجہ ذیل عنوان نوک قلم سے صفحہ قرطاس پر لائے گئے ہیں۔

(۱) آنحضرت ﷺ کی وفات حسرت آیات سے چند روز قبل کے واقعات اور حوادث کو مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے اور بالخصوص قرآن و سنت کی روشنی میں قضیہ قرطاس (قلم دوات) پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

(۲) شیعہ اور اہل سنت نقطہ نظر سے آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں شرکت کرنے والے خوش نصیب اور سعادت مند افراد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(۳) شیعہ اور اہل سنت نقطہ نظر سے آنحضرت ﷺ کی نماز جنازہ کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔

(۴) کتب فریقین سے شیخین کی جنازہ رسالت مآب ﷺ میں عدم شمولیت پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

دعا گو

الشیخ ابو علی نجفی

رسول خدا ﷺ کی وفات حسرت آیات کا بیان

اللہ تعالی نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کی وفات حسرت آیات کا تذکرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو آپ ﷺ کی رحلت سے آگاہ فرمایا ہے۔

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىَ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّهُ الشَّاكِرِينَ﴾[1]

ترجمہ: اور محمد (ﷺ) بس رسول ہی ہیں، ان سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں، بھلا اگر یہ وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو جزا دے گا۔

اللہ تبارک و تعالی نے اس آیت کریمہ میں سرور کونین آقائے دو جہاں ﷺ کی رحلت کا تذکرہ فرمایا ہے، اے مسلمانو! میرا یہ حبیب اس دنیا فانی میں ہمیشہ کے لئے رہنے نہیں آیا بلکہ ایک دن اس نے بھی انبیاء ماسلف کی طرح اس دار فانی کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہنا ہے۔ اور جو بھی ان کی رحلت کے بعد اس دین حنیف سے نکل کر کفر کی طرف پلٹ جائے گا وہ اللہ تعالی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اس دین حق

---

[1]. آل عمران/144

پر ثابت قدمی دکھانے والوں کے لیے جنت منتظر ہے اور یہ بات ہر ذی شعور انسان کو اچھی طرح سے ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ اللہ تعالی نے جس عظیم ہستی کو ''لولاك لما خلقت الافلاك'' کا مصداق قرار دیا ہے جب وہ اس دنیا فانی میں نہیں رہی تو پھر اور کون رہے گا؟

علامہ اقبال نے موت کی تلخ حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے یہ خوب کہا ہے!

ہر نفس ذائقہ موت چکھے گا

جب احمد مرسل نہ رہے تو پھر کون رہے گا؟

رسول خدا ﷺ کی وفات سے چند روز قبل کے واقعات

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں چند ایسے واقعات کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو آنحضرت ﷺ کی وفات سے چند روز پہلے رونما ہوئے۔

مدعیان نبوت

حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد نبی کریم ﷺ اکثر علیل رہنے لگے آپ ﷺ کی علالت کی خبر پھیلنے کے ساتھ ہی کچھ لوگوں نے نبوت کا دعوی کر دیا تا کہ اسلام اور مسلمانوں کو آسانی سے صفحہ ہستی سے مٹایا جاسکے۔

مدعیان نبوت میں سے یہ لوگ سرفہرست ہیں!

(۱)طلیحہ بن خویلد اسدی

(۲)سباح بنت حارث بن مؤید بن یربوع یہ ایک عورت تھی جو بعد میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ شادی رچا کر اپنے دعویٰ نبوت سے دستبردار ہو گئی۔

(۳)اسود عنسی جو انس قدحج کی طرف منسوب تھا۔

(۴)مسیلمہ کذاب۔

واقعہ لشکر اسامہ

بستر علالت پر نبی کریم ﷺ کو خبر پہنچی کہ رومی حکومت مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے تیاری کر رہی ہے تو آپ ﷺ نے اس حملہ کی روک تھام کے لئے خود ایک لشکر ترتیب دیا جسے تاریخ لشکر اسامہ کے نام سے یاد کرتی ہے آپ ﷺ نے مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے علاوہ تمام اعیان مہاجرین اور انصار کو اس لشکر میں شمولیت اختیار کرنے کا حکم دیا اور اس حد تک شمولیت اختیار کرنے کی تاکید فرمائی'' قال لعن الله من تخلف عنها'' آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص پر لعنت ہو کہ جو لشکر اسامہ سے کنارہ کشی کرے.

آپ ﷺ نے اس لشکر کا سربراہ اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ کو قرار دیا اور یہ لشکر 26 صفر 11 ہجری مدینہ منورہ سے روانہ ہوا اس لشکر نے مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام جرف میں پڑاؤ ڈالا تاکہ لشکرِ اسلام مجتمع ہو سکے یہ لشکر وہاں انتظار

کرتا رہا مگر اعیان مہاجرین و انصار میں سے کسی شخص نے بھی اس حکم نبی کو عملی جامہ نہ پہنایا۔

اس بات سے آپ ﷺ کو اس حد تک صدمہ پہنچا کہ آپ تپ اور سر درد کے باوجود سر پر پٹی باندھ کر مسجد نبوی میں تشریف لائے اور منبر پر خطبہ دیا اور کہا کہ اے لوگو! تم اسامہؓ کی امارت سے انحراف کیوں کر رہے ہو؟ اس سے پہلے تم نے جنگ موتہ میں اس کے باپ زید کی امارت کو بھی قبول کرنے سے انکار کیا تھا خدا کی قسم اسامہ اور اس کا باپ دونوں ہی امارت کے مستحق اور اہل تھے۔ لیکن صد افسوس آپ ﷺ کا اس قدر اہتمام فرمانے کے باوجود بھی لوگ گھروں میں ہی بیٹھے رہے۔[1]

واقعہ قرطاس یعنی قلم دوات

واقعہ قرطاس تاریخ اسلام کے ان المناک واقعات میں سے ایک ہے جس نے امت مسلمہ کو ہمیشہ کے لئے دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اس دردناک حادثہ کے اثرات آج تک زائل نہیں ہوسکے، اسی درد دل کو بیان کرنے کے لئے احمد شہاب الدین خفاجی شہرستانی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

---

[1] - اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، مدارج النبوۃ، جلد 2، صفحہ 476، تالیف، محدث عبدالحق دہلوی، متوفی 1052 ہجری، منتہی الآمال فی تواریخ النبی والآل، جلد 1، صفحہ 144، تالیف شیخ عباس القمی، متوفی 1359 ھجری، مطبوعات دار الاندلس بیروت لبنان، طبع اولی 2005۔

''قال الشهرستانی انه اوّل اختلاف وقع فی الاسلام''۔

ترجمہ: پہلا اختلاف جو اسلام میں پیدا ہوا وہ مسئلہ قرطاس میں تھا۔[1]

مولانا شبلی نعمانی قضیہ قرطاس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ بیماری کا بڑا مشہور واقعہ قرطاس کا واقعہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے وفات سے تین روز پہلے قلم اور دوات طلب کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسی چیز لکھوں گا جس کی وجہ سے تم آئندہ گمراہ نہ ہوگے۔

اس پر حضرت عمر نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا آنحضرت ﷺ کو درد کی شدت ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے حاضرین میں سے بعض نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بہکی باتیں کر رہے ہیں (نعوذ باللہ) روایت میں ھَجَرَ کا لفظ ہے جس کے معنی ہذیان کے ہیں۔[2]

---

[1] . اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب, نسیم الریاض شرح شفا القاضی عیاض, جلد 4, صفحہ 278, باب, ''فصل فی ما وقع له ﷺ فی مرض موته مخالف لما قدمه'', تالیف۔ احمد شہاب الدین خفاجی المصری متوفی 1069, تاریخ طباعت 1327 ھجری۔

[2] . اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب, الفاروق صفحہ 77 قرطاس کا واقعہ تالیف۔ مولانا شبلی نعمانی متوفی۔ 1914 عیسوی اتر پر دیش, مکتبہ القریش چوک اردو بازار لاہور 2.

کتب اہل سنت میں واقعہ قرطاس متعدد صحابہ کرام سے مروی

عبد الرحمن بن ابی بکر سے روایت

''اخرج الحاکم من حدیث ابن أبي ملیکة عن عبد الرحمان بن أبي بکر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم ائتني بدواة وکتف أکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده أبداً''۔

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن ابو بکر سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے دوات اور کتف لا کر دو تا کہ میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھ سکوں جس کی وجہ سے تم میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے۔[1]

عمر بن خطاب سے روایت

''عن عمر قال لما مرض النبي قال ادعوا لی بصحیفة ودواة اکتب کتابا لا تضلوا بعده ابدا فقال النسوة من وراء الستر الا تسمعون مایقول رسول اللہ فقلت انَّکنَّ صواحبات یوسف اذا مرض رسول الله عصرتن اعینکن واذا صح رکبتن عنقه فقال رسول الله دعوهن فانهن خیر منکم''

[1] . اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب, ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء, جلد 1, صفحہ نمبر 414, مسند عبد الرحمن بن ابی بکر, تالیف۔ محدث شاہ ولی اللہ دہلوی متوفیٰ 1176 ہجری, تحقیق و تعلیق المحدث تقی الدین الندوی, ناشر دار القلم دمشق, الطبعۃ الاولی 1434ھ

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب سے مروی ہے جب آنحضرت ﷺ کو مرض دامن گیر ہوا تو انہوں نے کاغذ اور دوات طلب کی تا کہ میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھ سکوں جس کے بعد تم گمراہ نہیں ہو گے عورتوں نے پردے کے پیچھے سے کہا کیا تم آنحضرت ﷺ کی بات نہیں سن رہے کہ وہ کیا فرما رہے ہیں؟

تو میں (عمر) نے ان عورتوں سے کہا تم یوسف نبی والی عورتوں کی طرح ہو جب آنحضرت ﷺ مریض ہیں تو تمہاری آنکھوں سے آنسوں ٹپک رہے ہیں جب وہ تندرست ہو جائیں گے تو تم ان کی گردن پر سوار ہو جاؤ گی آپ ﷺ نے میری یہ گفتگو سن کر فرمایا کہ تم جیسے مردوں سے یہ عورتیں زیادہ بہتر ہیں۔[1]

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 138، حدیث نمبر 2322، کتاب الخلافۃ مع الامارۃ من قسم الافعال، تالیف: علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی برہانفوری، متوفی 957 ہجری، المطبعہ دائرہ المعارف النظامیہ حیدر آباد، تاریخ طباعت 1312 ھجری، (2) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، جلد نمبر 4، صفحہ نمبر 52، کتاب الشمائل من قسم الافعال، باب متفرقات الاحادیث التی تتعلق بوفاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسلہ وتکفینہ ودفنہ۔۔۔۔ الی آخر، تالیف۔ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی برہانفوری متوفی 957 ہجری، المطبعہ دائرہ المعارف النظامیہ حیدر آباد، تاریخ طباعت 1312 ھجری، اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، طبقات الکبیر، جلد 2، صفحہ 214، المغازی رسول اللہ ﷺ وسرایاہ، تالیف۔ محمد بن سعد بن منیع الزہری متوفیٰ 230 ہجری، تحقیق۔ الدکتور علی محمد عمر، ناشر المکتبہ الخانجی بالقاہرۃ۔

''حد ثنا عبد الله حدثني أبي ثنا موسى بن داؤد حد ثنا ابن لهيعة عن أبي الزبير عن جابر أن النبي صلى الله عليه وآلہ وسلم دعاعندموته بصحيفة ليكتب فيها كتابا لا يضلون بعده قال فخلف عليهاعمر بن الخطاب حتى رفضها''

ترجمہ: جناب جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ ﷺ نے صحیفہ طلب کیا تاکہ ایسی تحریر لکھ سکوں جس کی وجہ سے امت گمراہی میں مبتلانہ ہو ،جناب جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے آنحضرت ﷺ کی اس طلب پر ایسی مخالفت کی یہاں تک کہ وہ نوشتہ ہدایت کے راستے میں مانع ہوگیا۔[1]

عبداللہ ابن عباس سے روایت

''حدثنا قتيبة حدثنا سفيان عن سليمان الأحول عن سعيد بن جبير رضى الله عنه قال قال ابن عباس يوم الخميس وما يوم الخميس اشتد برسول الله صلى الله عليه وآلہ وسلم وجعه فقال ائتوني أكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده أبدا فتنازعوا ولا ينبغي عند النبى تنازع فقالوا ما شأنه أهجر استفهموه فذهبوا

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، مسند احمد بن حنبل، جلد نمبر 3 ، صفحہ نمبر 424،ذکر مسند جابر بن عبد اللہ ،حدیث نمبر 14,738، تالیف۔امام احمد بن حنبل متوفیٰ 241 ھجری،الطبعہ الاولی 1413ہجری 1993 عیسوی.اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب،طبقات الکبیر، جلد 2 ، صفحہ 214 ،المغازی رسول اللہ ﷺ وسرایاہ ،تالیف۔ محمد بن سعد بن منیع الزہری، متوفیٰ230ہجری، تحقیق۔الدکتور علی محمد عمر،ناشر المکتبہ الخانجی بالقاہرۃ۔

يَرُدُّونَ عليه فقال دعوني فالّذى انا فيه خير مما تدعوني إليه وأوصاهم بثلاث قال أخرجوا المشركين من جزيرة العرب وأجيزوا الوفد بنحوما كنت أجيزهم وسكت عن الثالثة أو قال فنسيتها''

ترجمہ: سعید بن جبیر جناب عبد اللہ ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہائے جمعرات کا دن جمعرات کا دن کیسا تھا؟ پھر کہا جمعرات کے دن رسول اللہ ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے لکھنے کا سامان دو میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھوں جس کی بدولت تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے اس پر لوگوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا حالانکہ نبی کریم ﷺ کے پاس جھگڑا کرنا مناسب نہیں تھا اس پر لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو ہذیان ہو گیا ہے جب صحابہ کرام نے اس تحریر کی حقیقت کو معلوم کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے میرے اسی حال پر چھوڑ دو جس حال میں میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے کہ جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو، پھر آپ ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ایک یہ کہ مشرکوں کو تمام جزیرہ عرب سے نکال دیا جائے، دوسری یہ کہ وفد بھیجنے کا سلسلہ اسی طرح جاری رکھا جائے جس

طرح میں بھیجا کرتا تھا ابن عباسؓ کہتے ہیں تیسری وصیت یا تو آپ ﷺ نے بیان نہیں فرمائی تھی یا میں بھول گیا ہوں۔ [1]

نوٹ! علامہ وحید الزمان خان نے ''ماشأنه اهجر استفهموه'' کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا کیا حال ہے کہیں بخار کی شدت میں آپ (نعوذ باللہ) بڑبڑا تو نہیں رہے ؟ (جیسے بیمار کا حال ہوتا ہے)۔ [2]

شبہ اور اس کا ازالہ

بعض محققین بقلم خود نے ''ماشأنه اهجر استفهموه'' کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ لوگوں نے کہا اس کا کیا حال ہے کہیں یہ دار فانی سے دار بقاء کی طرف ہجرت تو نہیں کر رہا لفظ ''هجر'' کا معنی ہجرت کیا ہے ایسے مترجمین کو یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہیے لفظ ''هجر'' جو ہجرت کا معنی اور مفہوم ادا کرتا ہے وہ ''هاجر، يهاجر، مهاجرة'' باب مفاعلہ سے ہوتا ہے نہ کہ ''هاجر، يهجر'' سے ''هاجر، يهجر'' کا معنی مریض کا بخار کی شدت کی وجہ سے بڑبڑانا ہوتا ہے جو یہاں

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، صحیح البخاری، جلد 5 ، صفحہ 318 ، کتاب المغازی، باب 199 ، تالیف۔ امام ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ البخاری فارسی، متوفیٰ 256 ہجری، دار القلم بیروت لبنان۔

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، لغات الحدیث، جلد نمبر 2 ، صفحہ نمبر 11 ، کتاب الهاء، تالیف۔ علامہ وحید الزمان متوفی 1995 عیسوی، ناشر نور کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی.

مورد شاہد ہے ،یہی ترجمہ لفظ ''ھجر'' کا علامہ وحید الزمان خان نے بھی کیا ہے جس کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

''فقالوا ماشأنه اهجر استفهموه'' اگر اس کا ترجمہ استفہام انکاری کی صورت میں بھی کیا جائے جیسا کہ بعض نے ایسا کیا ہے(لوگوں نے کہا اس کا کیا حال ہے کہیں یہ بخار کی شدت کی وجہ سے (نعوذ باللہ) بہکی باتیں تو نہیں رہا؟) تب بھی یہ ترجمہ توہین رسالت سے خالی نہیں دکھائی دے رہا۔

عبداللہ ابن عباس سے روایت

''حدثني محمد بن رافع وعبد بن حميد قال عبد أخبرنا وقال ابن رافع حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمرعن الزهري، عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن ابن عباس قال لما حُضر رسول الله وفي البيت رجال فيهم عمر بن الخطاب فقال النبي هلم أكتب لكم كتاب لا تضلون بعده''

فقال عمر: إن رسول الله ﷺ قد غلب عليه الوجع وعندكم القرآن حسبنا كتاب الله. فاختلف أهل البيت . فاختصموا، فمنهم من يقول : قربوا يكتب لكم رسول الله ﷺ كتابا لن تضلوا بعده. ومنهم من يقول ما قال عمر. فلما أكثروا اللغو والاختلاف عند رسول الله ﷺ قال رسول الله ﷺ قوموا قال عبيد الله فكان ابن عباس يقول: إن الرزية كل الرزية ما حال بين

رسول الله ﷺ وبين أن يكتب لهم ذلك الكتاب، من اختلافهم ولغطهم''۔

ترجمہ:عبداللہ بن عتبہ ابن عباس سے نقل کرتا ہے کہ انہوں نے کہا جب آنحضرت ﷺ کی وفات کا وقت قریب آگیا تو گھر میں بہت سے صحابہ موجود تھے جن میں عمر بن خطاب بھی تھے آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب آؤ میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہیں ہوگے حضرت عمر نے کہا آپ ﷺ پر درد کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے یہی ہمارے لیے کافی ہے جو لوگ گھر میں موجود تھے ان کے درمیان اختلاف ہو گیا وہ آپس میں جھگڑنے لگے ان میں سے بعض نے کہا کہ آپ ﷺ کے قریب لکھنے کا سامان کر دو وہ تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دیں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے بعض نے وہی بات کہی جو حضرت عمر کہہ چکے تھے جب آپ ﷺ کے پاس شور وغل اور اختلاف بڑھا تو آپ نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ عبید اللہ نے بیان کیا ہے کہ ابن عباس کہا کرتے تھے سب سے بڑا المیہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کا اختلاف اور شور وغل

آنحضرت ﷺ اور ان کی تحریر لکھنے کے درمیان حائل ہو گیا جس کی وجہ سے آپ نوشتہ ہدایت نہ لکھ سکے۔[1]

عبداللہ ابن عباس سے روایت

''حدثنا إسحاق بن إبراهيم، أخبرنا وكيع، عن مالك بن مغول، عن طلحة بن مصرف، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس؛ أنه قال: يوم الخميس وما يوم الخميس! ثم جعل تسيل دموعه. حتى رأيت على خديه كأنها نظام اللؤلؤ قال قال رسول الله ﷺ ائتوني بالكتف والدوة(أو اللوح والدواة) أكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده أبدا، فقالوا إن رسول الله ﷺ يهجر''۔

سعید بن جبیر ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ جمعرات کا دن جمعرات کا دن کیسا تھا؟ پھر ان کی آنکھوں سے آنسووں جاری ہوئے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ ان کے رخساروں پر آنسؤو موتیوں کی لڑی کی طرح دکھائی دینے لگے ابن عباسؓ نے کہا رسول خدا ﷺ نے فرمایا مجھے کتف اور دوات لا کر دو میں

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، صحیح مسلم، صفحہ نمبر 727 ،حدیث نمبر 1636 ،کتاب الوصیۃ، باب ترک الوصیہ لمن لیس لہ شئ یوصی فیہ.

تمہارے لئے تحریر لکھ سکوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے تو لوگوں نے کہا کہ رسول خدا ﷺ (نعوذ باللہ) بہکی باتیں کر رہے ہیں۔[1]

امام بخاری نے اس حدیث قرطاس کو اپنی کتاب بخاری شریف میں متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔

(1)کتاب العلم، باب کتابة العلم

(2)کتاب الجهاد والسیر باب اخراج الیهود من جزیرة العرب،کتاب الخمس باب اخراج الیهود من جزیرة العرب

(3) کتاب الاعتصام، باب کراهیة الخلاف

(4)کتاب المرضیٰ، باب قول المریض قوموا عنی

(5)کتاب کسریٰ و قیصر، باب مرض النبی ووفاته۔

امام مسلم نے اسی حدیث قرطاس کو اپنی کتاب صحیح مسلم کتاب الوصیہ میں تین دفعہ ذکر کیا ہے۔

اس کے علاوہ یہ حدیث اہل سنت حضرات کی بیشتر کتب میں موجود ہے مثلاً مسند احمد بن حنبل؛ طبقات ابن سعد؛ الصواعق المحرقہ؛ شرح نہج البلاغہ معتزلی؛ تاریخ طبری؛ البدایۃ والنہایۃ اور الکامل فی التاریخ غیرہ وغیرہ۔

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، صحیح مسلم، صفحہ نمبر 727، حدیث نمبر 1636، کتاب الوصیۃ، باب ترک الوصیہ لمن لیس لہ شئ یوصی فیہ.

اس کے علاوہ جس سیرت نگار نے بھی سیرت نبی ﷺ کے موضوع پر قلم اٹھائی ہے اس نے اپنی تالیف کو اس وقت تک تشنہ لب پایا جب تک اس نے واقعہ قرطاس کو ذکر نہ کیا ہو، نبی کریم ﷺ کی طرف سے ہذیان کی نسبت دینے والے حضرت عمر ہی تھے۔

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے اکابرین اہل سنت کے اقوال پیش کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے ببانگ دہل اقرار کیا ہے کہ رسالت مآب ﷺ پر ہذیان کی تہمت لگانے والے خلیفہ ثانی صاحب تھے۔

امام غزالی کا قول

''لما مات رسول الله قال قبل وفاته إئتوني بدواة وبياضا لأزيل عنكم إشكال الأمر وأذكر لكم من المستحق لها بعدى قال عمر دعوا الرجل فانه ليهجر''

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے اپنے وقت وفات سے چند روز پہلے فرمایا کہ مجھے کاغذ اور دوات لا کر دو تاکہ میں تحریری طور پر مسئلہ خلافت کے اشکال کو دور کر سکوں کہ میرے بعد خلافت کا حقدار کون ہے؟

یہ سن کر حضرت عمر نے کہا اس مرد کو چھوڑو (العیاذ باللہ) بیشک یہ ہذیان بول رہا ہے۔[1]

سبط ابن جوزی کا قول

''قال ولما مات رسول الله قال قبل وفاته بيسيرإئتوني بدواة وبياض لأكتب لكم كتابا لا تختلفون فيه بعدى قال عمر دعو الرجل فانه ليهجر''۔

ترجمہ: علامہ سبط ابن جوزی امام غزالی کے حوالہ سے نقل کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے وفات سے چند روز پہلے فرمایا کہ مجھے کاغذ اور دوات لا کر دو تاکہ میں تمہارے لیے تحریری طور پر نوشتہ ہدایت لکھ سکوں جس کی وجہ سے تم میرے بعد مسئلہ خلافت میں اختلاف سے محفوظ رہ سکو یہ سن کر حضرت عمر نے کہا اس مرد کو چھوڑو (العیاذ باللہ) بیشک یہ ہذیان بول رہاہے۔[2]

الشیخ احمد شہاب الدین خفاجی کا قول

یہ عالم بزرگوار فرماتے ہیں'' وفی بعض طرقه ای طرق هذا الحديث المرويه عنه فقال عمر ان النبی یهجر''

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، سر العالمین و کشف مافی الدارین، صفحہ نمبر 17، المقدمہ ثالثہ، تالیف۔ ابو حامد غزالی طوسی (ایرانی) متوفی 520 ھجری، تاریخ طباعت 1997 عیسوی۔

[2] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تذکرۃ الخواص فی ذکر مسئلۃ الخلافہ، صفحہ 69، تالیف علامہ سبط ابن جوزی متوفیٰ 954 ہجری

بعض طرق سے منقول شدہ روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ آنحضرت ﷺ بخار کی وجہ سے (نعوذ باللہ) ہذیان بول رہا ہے (بہکی باتیں کر رہا ہے)۔ [1]

ابن اثیر جزری کا قول

ابن اثیر جزری ''ھجر یھجر'' کا معنی بیان کرتے ہوئے اس کے ضمن میں لکھتے ہیں ''والقائل كان عمر'' آنحضرت ﷺ کی طرف ہذیان کی نسبت دینے والا عمر تھا۔ [2]

ابن تیمیہ کا اعتراف

''قال الرافضی : وروی أصحاب الصحاح الستة من مسند ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال في مرض موته : ائتوني بدواة وبياض أكتب لكم كتابا لا تضلون به من بعدي. فقال عمر: إن الرجل ليهجر، حسبنا كتاب الله''

ترجمہ: شیعہ کہتے ہیں کہ صحاح ستہ (بخاری و مسلم) میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا مجھے کاغذ اور دوات لا کر دو تا کہ میں

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، جلد نمبر 4 ، صفحہ 278 ، تالیف۔ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی 1069 ھجری، طبع مصر۔

[2] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، جلد نمبر 4 ، صفحہ نمبر 240 ، ذکر ھجر، تالیف. محمد جزری المعروف ابن اثیر متوفی 630 ھجری۔، تاریخ طباعت 1997 عیسوی۔

تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں جس کی وجہ سے تم میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے یہ سن کر عمر نے کہا یہ شخص (نعوذ باللہ) ہذیان بول رہا ہے ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے۔[1]

ابن تیمیہ نے اس روایت کو نقل تو کیا ہے مگر اس پر کسی قسم کی جرح و قدح وغیرہ نہیں کی گویا وہ اس واقعہ کی صحت کو تسلیم کر چکا ہے حالانکہ اس نے یہ کتاب مذہب امامیہ خیر البریہ کی حقانیت کو باطل قرار دینے کے لیے لکھی تھی۔

لفظ ہذیان کا معنی

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے لفظ ہذیان کا معنی ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اہل لغت نے بیان کیا ہے ھذی ھذیان بیہودہ گفتن یعنی بے ہودہ بات کرنا۔[2]

''ھجر المریض فی کلامہ ھجراً ایضاً خلط ھذی والھجر بالفتحہ الفحش وہو اسم من ھجر یھجر من باب قتل یقتل''

---

[1] ۔منہاج السنۃ النبویہ فی نقض کلام الشیعۃ القدریۃ، جلد6، صفحہ 19، تالیف۔ابن تیمیہ ابی العباس تقی الدین احمد بن عبد الحلیم حرانی متوفی۔728 ھجری، تحقیق دکتور محمد رشاد سالم، الطبعۃ اولی 1406 ہجری۔

[2] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، کتاب الصراح، جلد 1 ، صفحہ 383 ، تالیف محمد عمر بن خالد جمال القرشی ، تاریخ طباعت 1286ھ ، ہذیان کا معنیٰ ہے بخار کی حالت میں بے معنی گفتگو کرنا، اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، فیروز اللغات، صفحہ 713 ، مادہ۔ہ۔ذ، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور_ راولپنڈی_ کراچی۔

ترجمہ: مریض کی کلام اس کی بیماری کے سبب مختلط ہو گئی یعنی با معنی کلام بے معنی کلام سے مخلوط ہو گئی۔

''أهجر'' فتحہ کے ساتھ اس کا معنی فحش کلامی ''الهجر ''مصدر ''هجر يهجر'' سے جو بروزن ''قتل يقتل'' ہے۔[1]

''أهجر'' فلاں کے معنی اس نے قصداً فحش کلامی کی، اور ''هجر المريض'' کے معنی مریض کے بیہوشی میں بڑبڑانے کے ہیں۔[2]

جبران مسعود لفظ ''الهجر'' کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے

''هجر يهجر هجراً ۔۔۔۔۔۔۔ فی نومه او مرضه''

درخواب یا بیماری هذیان گفت

ترجمہ: نیند کی حالت میں یا بیماری کی حالت میں ہذیان بولنا۔[3]

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب, المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر للرافعی, جلد2 ,صفحہ 331, کتاب الهاء ، تالیف۔ العالم علامہ احمد بن محمد بن علی الفیومی متوفی770ہجری، طبع مصر تاریخ طباعت 1313ھ

[2] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، مفردات القرآن اردو، تصنیف امام راغب اصفہانی متوفی 502ھجری ترجمہ و حواشی مولانا محمد عبدہٗ، جلد نمبر2 ،صفحہ نمبر588 ،مادہ۔ھ ج ر۔

[3] ۔کتاب الرائد، فرھنگ الفابی عربی_فارسی، جلد نمبر2 ،صفحہ نمبر1805 ،ذکر لفظ ھجر، تالیف جبران مسعود ،چاپ سوم، ترجمہ دکتر رضا انزابی نژاد۔

علامہ المحدث ابو البقاء لفظ ''الھجر'' کا معنی بیان کرتے لکھتے ہیں'' الھُجر القبیح من الکلام والقبح وھجر إذا ھذی وھو مایفر له المحموم عند الحمی ومنه قول عمر بن الخطاب رضي الله عنه عند مرض رسول الله إن الرجل لیھجر''

ترجمہ ''الھجر'' ضمہ (پیش) کے ساتھ ہو تو اس کا معنی قبیح اور فحش کلام ہے وھجر فتحہ (زبر) کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہذیان ہوتا ہے اور ہذیان اس کلام کو کہا جاتا ہے جو تپ زدہ آدمی شدت بخار کی وجہ سے کرتا ہے (بہکی باتیں کرتا ہے) نبی کریم کے مریض ہونے کے موقع پر عمر کا یہ محاورہ عرب بولنا'' إن الرجل لیھجر''(بیشک یہ شخص بہکی باتیں کر رہا ہے) ہذیان کے قبیل میں سے ہے۔[1]

کتب شیعہ اور واقعہ قرطاس

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے کچھ علماء شیعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے واقعہ قرطاس کو اپنی اپنی کتب میں درج کیا ہے۔

اوائل المقالات کی عبارت

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، دیوان ابی الطیب المتنبی بشرح ابی البقاء العکبری المسمی التبیان فی شرح دیوان ، جلد 1 ، صفحہ 9 ،ذکر قافیۃ الھمزہ، تالیف۔ ابو البقاء العکبری متوفی 660 ھجری، تحقیق۔ مصطفی السقا-ابراہیم الابیاری، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان

''والمورد الوحيد الذي اتفق على نقله الخاصة والعامة قوله (ص) في آخر عمره حيث قال: (ايتونى بدواة وقلم)(اوكتف) اكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده ابدأ فقال عمر ان الرجل ليهجر''

ترجمہ: واقعہ قرطاس کو وہ انفرادی حیثیت حاصل ہے جیسے شیعہ سنی علماء کرام نے بالاتفاق اپنی اپنی کتب میں درج کیا ہے جیسا کہ روایت میں آیا ہے آنحضرت ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں فرمایا مجھے قلم دوات لا کر دو میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھوں جس کے بعد ہمیشہ کے لئے تم گمراہ نہیں ہو گے تو یہ سن کر حضرت عمر نے کہا کہ یہ شخص ہذیان بول رہا ہے (بہکی باتیں کر رہا ہے)۔[1]

کتاب الارشاد کی عبارت

''فأفاق عليه واله السلام فنظر إليهم، ثم قال: ايتوني بدواة وكيف، أكتب لكم كتابة لا تضلوا بعده أبدأ، ثم اغمي عليه فقام بعض من حضر يلتمس دواة وكتفا فقال له عمر: إرجع، فإنه يهجر''۔

---

[1] ۔ اوائل المقالات، صفحہ 406، حدیث 196، تالیف۔ الامام الشیخ المفید محمد بن محمد بن النعمان ابن المعلم ابی عبداللہ العکبری البغدادی متوفیٰ 413 ھجری۔ تاریخ طباعت 1413 ھجری، الطبعۃ اولی، المطبعۃ المھر، مؤسسۃ دنا، المؤتمر العالمی بمناسبۃ ذکری الالفیۃ لوفاۃ شیخ المفید۔

ترجمہ: جب رسول خدا ﷺ کو حالت غشی سے افاقہ ہوا تو حاضرین مجلس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے نوشتہ ہدایت لکھنا چاہتا ہوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے پھر آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا تاکہ وہ دوات اور کتف کو پیش کرے تو عمر نے اس سے کہا واپس آجاؤ (معاذ اللہ) یہ ہذیان بول رہا ہے (بہکی باتیں کر رہا ہے)۔[1]

نوٹ

لفظ کتف کا لغوی معنی چوڑی ہڈی ہے قدیم زمانہ میں کاغذ کی کمی کی وجہ سے بکری کے شانے کی چوڑی ہڈی پر خط و کتابت کا رواج عام تھا اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کتف لاکر دو۔

کتاب جلاء العیون کی عبارت

پس حضرت چشم مبارک گشود و به سوی ایشان نظر کرد فرمود که بیاورید از برای من دواتی و کتف گوسفندی تا بنویسم از برای شما نامه ای که گمراه نشوید هرگز پس یکی از صحابه برخاست که دوات و کتف را بیاورد عمر گفت: برگرد

---

1 -الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، جلد 1 ، صفحہ 184 ، تالیف الشیخ المفید الامام ابی عبد اللہ محمد بن محمد بن النعمان العکبری البغدادی متوفی 413 ہجری، مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، لاحیاالتراث، الطبعۃ الثانیہ 1429 ھجری ۲۰۰۸، عیسوی

که این مرد هذیان می گوید و بیماری بر اوغالب شده است، ما را کتاب خدا بس است.

ترجمہ: جب رسول خدا ﷺ کو حالت غشی سے افاقہ ہوا تو حاضرین مجلس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ مجھے دوات اور کتف لا کر دو میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا تاکہ وہ دوات اور کتف کو لائے تو عمر نے اس سے کہا واپس آجاؤ (معاذ اللہ) یہ شخص ہذیان بول رہا ہے اور اس پر بیماری کا غلبہ ہے ہمارے لئے کتاب خدا کافی ہے۔ [1]

کتاب منتھی الآمال کی عبارت

''فمكث هيئة مغمى عليه ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فأفاق رسول الله (صلى الله عليه وآله) فنظر إليهم ثم قال : رايتوني بدواة وكتف لأكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده أبدا ، فقام بعض من حضر يلتمس دواة وكتفا ، فقال له عمر : ارجع فإنه هجر وعندكم القرآن ، حسبنا كتاب الله''۔

ترجمہ۔ رسول خدا ﷺ کو حزن و اندوہ کی وجہ سے غشی طاری ہوگئی ۔۔۔۔۔۔ اور جب غشی سے افاقہ ہوا تو حاضرین مجلس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ مجھے دوات اور کتف لا کر دو میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ

---

[1] ۔جلاء العیون، صفحہ۔87 ، تالیف۔ محمد باقر بن محمد تقی علامہ مجلسی متوفی 1111 ھجری، ناشر چاپ نسخہ خطی ، ناشر دیجیتال مرکز تحقیقات رانہ ای قائمیہ اصفہان.

ہو گے حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا تا کہ وہ دوات اور کتف کو حاضر کر سکے تو عمر نے اس سے کہا واپس آ جاؤ (معاذ اللہ) یہ ہذیان بول رہا ہے (بہکی باتیں کر رہا ہے) اور ہمارے لئے کتاب خدا ہی کافی ہے۔[1]

آداب رسول کریم ﷺ کا تقاضا

رسول خدا ﷺ کی طرف ہذیان کی نسبت دینا سراسر تعلیمات قرآنیہ کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب کی عظمت و جلالت کو بیان کرنے کے لئے مسلمانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَقُولُواْ رَاعِنَا وَقُولُواْ انظُرْنَا وَاسْمَعُواْ وَلِلكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ۔[2]

ترجمہ:اے ایمان والو تم (نبی کو خطاب کرتے ہوئے) (راعنا) نہ کہا کرو بلکہ (انظرنا) کہا کرو اور رسول کی باتیں توجہ سے سنا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے.

شان نزول

---

[1] ۔ منتھی الآمال فی تواریخ النبی والآل ،جلد 1 ،صفحہ 146،تالیف۔الحاج شیخ عباس القمی متوفیٰ 1359 ھجری۔، مطبوعات دار الاندلس بیروت لبنان، تاریخ طباعت 2005 عیسوی۔

[2] ۔ سورہ بقرہ آیت نمبر 104

شیعہ سنی تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول خداﷺ کے اصحاب جب آپﷺ کو مخاطب کرتے تو وہ آپ کو (راعنا) کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے جس کے معنی ہیں آپ ہماری رعایت کریں مدینہ کے یہودی گھریلو طور پر جو زبان بولا کرتے تھے اس میں لفظ (راعنا) ایک گالی تھی چنانچہ انہوں نے بھی آپ کو (راعنا) کہہ کر مخاطب کرنا شروع کیا اب صورت حال یہ بن گئی کہ جب آنحضرت کے اصحاب یہ جملہ کہتے تو ان کی نظر میں آپ کا ادب ہوتا تھا اور جب یہودی آپ کو اس لفظ سے مخاطب کرتے تو وہ دراصل آپ کو سب یعنی گالی کہہ رہے ہوتے تھے چنانچہ اس ذو معنی جملہ کو اللہ نے اہل ایمان کے لیے ممنوع کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ آنحضرتﷺ کو (راعنا) کہہ کر مخاطب نہ کریں اس کی بجائے (انظرنا) (ہماری طرف نظر کریں) کہہ کر مخاطب کریں۔

جب اللہ تعالی نے اپنے حبیبﷺ کے لیے ذو معنی لفظ (راعنا) سننا گوارا نہیں کیا بلکہ یہ لفظ بولنے سے مسلمانوں کو منع کیا اور اس کے متبادل لفظ (انظرنا) بولنے کا حکم دیا ہے تو وہ اللہ اپنے حبیب کی طرف ہذیان کی نسبت دینے کو کیوں کر گوارا کر سکتا ہے؟ فتدبر ایها القاری

لمحہ فکریہ

اقوام عالم کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ وہ اپنے لیڈر اور ہیرو کے تمام ارشادات اور فرمودات اور احکامات پر عمل کرنا اپنا مذہبی سماجی اور اخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں بالخصوص اس کی زندگی کے آخری لمحات میں اس کی زبان سے نکلنے والے کلمات کو بہت اہمیت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں پس اس کی وصیتوں کو عملی جامہ پہنانے کی ہر ممکنہ کوشش کرتے ہیں مگر یہاں تو معاملہ ہی برعکس دکھائی دے رہا ہے رسالت مآب ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات ہیں شمع رسالت کے پروانوں سے حجرہ مبارک کھچا کھچ بھرا ہوا ہے آنحضرت ﷺ کی زبان وحی ترجمان سے یہ جملے نکلے کہ مجھے قلم اور دوات لا کر دو تاکہ میں تمہارے لئے نوشتہ ہدایت لکھ سکوں جس کی بدولت تم گمراہ نہیں ہوگے تو آنحضرت ﷺ کی اس وصیت کو عملی جامہ پہنانے کے بجائے الٹا آپ ﷺ پر ہذیان کی تہمت لگا دی گئی، نبی کریم ﷺ کی طرف ہذیان کی تہمت لگانے والے صاحبان کیا قرآن کی یہ آیات بھول چکے تھے؟ مثلاً ﴿ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ﴾۔[1]

ترجمہ: قسم ہے قلم اور دوات کی اور اس چیز کی جو یہ لکھ رہے ہیں آپ ﷺ اپنے پروردگار کے فضل وکرم سے دیوانے نہیں ہیں۔

---

[1] ۔(سورہ قلم پارہ29)

دوسری آیت ﴿ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى ﴾

قسم ہے ستارے کی جب وہ ٹوٹا

﴿ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى ﴾

تمہارا ساتھی نہ کبھی بہکا نہ کبھی گمراہ ہوا.

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى ﴾

وہ اپنی خواہشات سے کلام بھی نہیں کرتا.

﴿ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى ﴾[1]

اس کی کلام وہی ہوتی ہے جو وحی الہی ہوتی.

تیسری آیت ﴿وما آتاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وما نَهاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقابِ﴾[2]

ترجمہ جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ اور اللہ کی معصیت سے ڈرو تحقیق وہ سخت عذاب دینے والا ہے

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ﴾[3]

---

1 -(سورۃ نجم پارہ27)

2 -(سورہ حشر آیت 7 پارہ28)

3 -سورہ احزاب آیت نمبر36۔

ترجمہ: کسی مومن مرد یا عورت کو اختیار نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کسی امر کے بارے میں فیصلہ کر دیں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے میں صاحب اختیار بن جائے اور جو بھی خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ بڑی کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گا.

قضیہ قرطاس سے اہل سنت حضرات کی گلو خلاصی ناممکن

ارشاد رب العزت ہے ﴿ یاأیها الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول إذا دعاکم ﴾[1]

اے ایمان والو اللہ اور رسول جب تمہیں پکاریں تو تم لبیک کہو۔

مگر واقعہ قرطاس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم رسول پر لبیک کہنے کی بجائے خلیفہ ثانی صاحب نے محسن انسانیت پیغمبر اعظم ﷺ پر ہذیان کی تہمت لگادی خلیفہ صاحب کی اس جسارت کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے طرح طرح کی حیلہ سازی سے کام لیا جاتا ہے۔

---

[1] ۔سورہ انفال آیت نمبر 24

پہلا حیلہ: کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید مکمل ہو چکا تھا اس میں دین و دنیا کے تمام احکام بیان ہو چکے تھے

آنحضرت ﷺ اپنی اہل بیت کے ساتھ تمسک رکھنے کا حکم بھی دے چکے تھے تو اب آپ ﷺ کو خلیفہ ثانی نے اس نازک حالات میں مزید زحمت دینا گوارا نہیں کیا اس لیے کہہ دیا کہ ہمارے لیے اللہ کی کتاب کافی ہے ایسا کہنے میں کونسا حرج ہے؟

جواب: بے شک قرآن مجید یقینا کافی ہے اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ اس کے ساتھ اس کے وارث اور حقیقی مفسر اور اس کے احکام نافذ کرنے والے کی ضرورت بھی نہ تھی۔

دوسرا حیلہ: انہوں نے عشق رسول کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسی نازک حالت میں آپ ﷺ کو قلم دوات دے کر کچھ لکھوانے کی زحمت دینا مناسب نہیں جانا اس لیے ''حسبنا کتاب الله'' کہہ دیا۔

جواب: عجیب عشق اور محبت کا انداز ہے کہ محبوب زندگی کے آخری لمحات میں نوشتہ ہدایت تحریر کرنے کے لیے لکھنے کا سامان طلب کر رہا ہے اور عاشق ان کے حکم کی تعمیل کر کے انہیں خوش و خرم کرنے کی بجائے الٹا دماغ رسالت پر ہذیان کا حملہ کر رہا ہے۔

تیسرا حیلہ: آنحضرت ﷺ کی طرف ہذیان کی نسبت دینے والے حضرت عمر نہیں تھے بلکہ وہ لوگ تھے جو نئے نئے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے انہیں پیغمبر اعظم ﷺ کی ابھی کماحقہ معرفت حاصل نہ ہوئی تھی۔

جواب: ایسا حیلہ سازی کرنے والے حضرات سے ہمارا سوال یہ ہے کہ روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ''مِنھُم مَن یقول ما قال عمر''

اس کا ترجمہ کیا بنتا ہے؟اس کا ترجمہ یہی بنتا ہے کہ کچھ لوگ وہی کہہ رہے تھے جو حضرت عمر کہہ چکے تھے یعنی وہ حضرت عمر کی زبان بول رہے تھے۔

چوتھا حیلہ :ماہ ذیقعد 6 ہجری صلح حدیبیہ کے موقع پر لفظ محمد رسول اللہ ﷺ کی کتابت پر مشرکین مکہ نے اعتراض کیا اور کہا اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول ﷺ مانتے ہوتے تو آپ کی نبوت ورسالت پر ضرور ایمان رکھتے اور آپ سے جنگ ہرگز نہ کرتے۔

ان کے اس اعتراض کو سن کر آپ ﷺ نے علی بن ابی طالب علیہ السلام سے کہا کہ آپ میرے نام کے ساتھ لفظ رسول اللہ مٹا دیں اور علی بن ابی طالب علیہ السلام نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا، اب تو اس واقعہ سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ مولا علی شیر خدا علیہ السلام نے بھی حکم نبی ﷺ سے عدولی کی۔

جواب: حضرت عمر کی حکم عدولی رسالت مآب ﷺ کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے جناب امیر کائنات علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے متعلق یہ غیر متعلقہ واقعہ پیش کیا جاتا ہے جو قیاس مع الفارق کی حیثیت رکھتا ہے کیوں کہ جہاں تک صلح حدیبیہ کے موقع پر امیر کائنات علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا لفظ رسول اللہ کو اپنے ہاتھ سے محو کرنے کا تعلق ہے اس کے متعلق سنی مکاتب فکر کے علماء نے اپنی اپنی کتب میں لکھا ہے کہ اس عمل سے مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی حکم نبی سے عدولی ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہ سب کچھ احترام رسالت کی وجہ سے تھا۔

مثلا: صحیح مسلم کے مترجم اور شارح مولانا محمد زکریا اس واقعہ کے ضمن میں لکھتے ہیں دراصل حضرت علی علیہ السلام نے شاید یہ سمجھا کہ آپ ﷺ کا یہ حکم بجالانا ضروری نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ ان کے کہنے کی وجہ سے کہہ رہے ہیں.

ایک اور روایت سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے کفار مکہ کے سفیر سہیل نے اس نام کو مٹانے کا حکم دیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اس کو منع کر دیا اور پھر آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا تو دوبارہ انہوں نے انکار کی صورت میں جواب دیا لیکن یہ جواب آپ ﷺ

کے حکم کی تقصیر کے لئے نہیں تھا بلکہ آپ کی محبت اور حقانیت کی شدت کی وجہ سے تھا۔[1]

امام نووی اسی واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''وھذا الذی فعلہ علی رضی اللہ عنہ من باب ادب المستحب''۔

ترجمہ: جو کچھ علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اس موقعہ پر کیا وہ ادب مستحب میں سے ہے۔[2]

امام قسطلانی اسی واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''قال العلماء ھذا الذی فعلہ علی رضی اللہ عنہ من باب ادب المستحب''

ترجمہ: علماء نے کہا ہے جو کچھ علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اس موقعہ پر کیا وہ ادب مستحب میں سے ہے۔[1]

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تفہیم المسلم، مترجم مع شرح صحیح مسلم، حصہ سوم، صفحہ نمبر 60 ،باب صلح حدیبیہ، مترجم مولانا محمد زکریا اقبال صاحب، مقدمہ مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی، تاریخ طباعت 2018 عیسوی۔

[2] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، صحیح مسلم، تالیف۔ للامام ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری، نیشاپوری ایرانی متوفی 261ھ ،بشرح النووی الدمشقی الشافعی متوفیٰ 617 ھجری، تحقیق محمد فواد عبد الباقی ،المجلد سادس، صفحہ نمبر 115 ،کتاب الجھاد والسیر، باب نمبر 34 حدیث نمبر 1783 ،باب صلح حدیبیہ ،تاریخ طباعت 2006 عیسوی، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

خلاصة الکلام

یہی وجہ ہے کہ اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ کسی قسم کے غصہ اور ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ ان سے قلم لے کر خود لفظ رسول اللہ کو اپنے ہاتھ سے ہی محو کر دیا۔

مگر واقعہ قرطاس میں آنحضرت ﷺ نوشتہ ہدایت میں رکاوٹ ڈالنے والے صاحبان پر اس قدر غضب ناک ہوئے کہ انہیں ''قوموا عنی'' کہہ کر اپنی بارگاہ رسالت سے اٹھ کر چلے جانے کا حکم دے دیا۔

پانچواں حیلہ: قلم اور دوات حاضر کرنا ایک استحبابی امر تھا نہ کہ وجوبی۔

جواب: اولاً اہل علم اس قانون سے بخوبی واقف ہیں جب تک کسی چیز کے استحباب پر کوئی قرینہ قطعی موجود نہ ہو اس وقت تک صیغہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے لہٰذا ''ائتونی بدواۃ'' وجوب پر دلالت کر رہا ہے نہ کہ استحباب پر۔

ثانیاً: روایت کے الفاظ ہیں کہ جناب ابن عباسؓ جمعرات کو یاد کر کے اس قدر رویا کرتے کہ ان کے آنسوں سے کنکریاں تر ہو جاتیں جناب ابن عباسؓ کا اس قدر آنسو

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ، جلد 1 ، صفحہ 128، ذکر الحدیبیہ، تالیف احمد بن محمد الخطیب قسطلانی متوفی 923 ھجری۔

بہانا کسی عظیم چیز کے فوت ہونے اور اس کے حاصل نہ ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے ورنہ ابن عباسؓ کا اس قدر درد ناک رونے کا کوئی معنی ہی نہیں بنتا۔

ثالثاً: روایت کے الفاظ ہیں ''اکتُب لکم کتابا لا تضلون بعده''.

ترجمہ: میں تمہارے لئے ایسی چیز لکھ دوں جس کی وجہ سے تم بعد میں گمراہ نہ ہوگے

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تحریر اس قدر ضروری تھی کہ جس کے ترک کرنے میں ضلالت اور گمراہی کا اندیشہ تھا، امت کو راہ ہدایت پر گامزن کرنا اور انہیں ضلالت اور گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانا نبی کے فرائض میں سے ہے اور یہ لفظ ائتونی قلم دوات پیش کرنے کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی اہم چیز تھی جسے آنحضرت ﷺ ضبط تحریر میں لانا چاہتے تھے مگر لوگوں نے آپ ﷺ پر ہذیان کی تہمت لگا کر لکھنے سے روک دیا؟

ہم اس سوال کا جواب کتب اہل سنّت سے دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

''قال سفیان اراد ان یبین امر الخلافة بعده لا یختلف فیها''۔

ترجمہ سفیان نے کہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارادہ تھا کہ اپنے بعد امر خلافت کو بیان کریں تا کہ اس میں کوئی اختلاف رونما نہ ہو۔[1]

نوٹ

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، شرح خفاجی، جلد نمبر 4 ، صفحہ 277

کوئی اس گمان باطل کا شکار نہ ہو جائے کہ آنحضرت ﷺ شیخین کی خلافت کو ضبط تحریر میں لانا چاہتے تھے انکے اس گمان باطل کے رد پر ابن مسعود کا قول ٹھوس دلیل ہے۔

''عن ابن مسعود قلت یا رسول الله الا تستخلف أبا بکر فاعرض عني فرأیت انه لم یوافقه ، قلت یا رسول الله الا تستخلف عمرفاعرض عني فرأیت انه لم یوافقه ، قلت یا رسول الله الا تستخلف علیا ؟ قال :ذاك والذي لا اله غیره لو بایعتموه وأطعتموه ادخلکم الجنة أکتعین''۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ حضرت ابو بکر کو خلیفہ نامزد کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ ﷺ نے میری طرف سے منہ پھیر لیااور میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ اس کی خلافت کو پسند نہیں فرمارہے۔

پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ حضرت عمر بن خطاب کو خلیفہ نامزد کیوں نہیں کرتے؟

تو آپ ﷺ نے میری طرف سے منہ پھیر لیااور میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ اس کی خلافت کو پسند نہیں فرمارہے۔

پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ !آپ علی بن ابی طالب علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور جانشین نامزد کیوں نہیں فرماتے ؟

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا !قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اگر تم علی علیہ السلام کی بیعت کروگے اور اس کی اطاعت کروگے تو وہ تم سب کو جنت میں لے جائیں گے۔[1]

''وفي مصباح الظلم عن احمد بن أبي طاهر في تاريخ بغداد عن ابن عباس عن عمر: إن النبي صلى الله عليه وآله وسلم في حال مرض موته كان يريد تصريح إسم علي عليه السلام لكني منعته''۔

ترجمہ: کتاب مصباح ظلم میں احمد بن ابی طاہر اور کتاب تاریخ بغداد میں ابن عباسؓ حضرت عمر سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا جس مرض میں آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ نے اسی مرض میں امر خلافت کے لئے امام علی علیہ السلام کے نام کی تصریح کرنا چاہی لیکن میں مانع ہو گیا۔[2]

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، معجم الکبیر للطبرانی، جلد 2 ، صفحہ 82، باب من ذکر عن عبد اللہ بن مسعود، حدیث 9969، تالیف۔ للحافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفیٰ 360 ھجری، حققہ وخرّج احادیثہ حمدی عبد المجید سلفی، ناشر مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ۔

[2] ۔فلک النجاۃ، صفحہ 139 ، تالیف۔ فتح الدین حنفی متوفی 1371 ھجری۔

اعتراض اور اس کا جواب

جب بقول شیعہ حضرات آنحضرت ﷺ اپنی حیات طیبہ میں مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت بلا فصل کے متعلق تقریراً کہہ چکے تھے تو پھر آپ کو زندگی کے آخری لمحات میں مولا علی علیہ السلام کی خلافت بلا فصل کو ضبط تحریر میں لانے کی کیا ضرورت پڑی کیا اس نظریہ سے دوسری تمام نصوص خلافت علی علیہ السلام پر پانی نہیں پھر جاتا؟

جواب: اس میں کونسا تضاد اور تناقض پایا جاتا ہے کہ پہلے ایک چیز کو زبانی طور پر بیان کیا جائے اور پھر دوبارہ اسے ضبط تحریر میں لایا جائے مثلا: اس سے پہلے آنحضرت ﷺ نے متعدد مقامات پر امیر کائنات علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خلافت بلا فصل کا زبانی طور پر اعلان کیا اور پھر اسی خلافت بلا فصل کا نقش امت کے ذہنوں میں ثبت کرنے کے لئے ضبط تحریر میں لانا چاہا مگر لوگوں نے ایسا نہ کرنے دیا۔

اعتراض اور اس کا جواب

اگر وہ تحریر اس قدر ضروری تھی جس پر اسلام اور مسلمانوں کی نجات اور فلاح کا دارومدار تھا تو پھر اسے علی شیر خدا نے کیوں کر نہ لکھوائی؟

نقضی جواب

اولا: ہم اس اعتراض کے جواب میں اتنا ہی کہنا مناسب سمجھتے ہیں تحریر لکھوانے کی ضرورت ان صاحبان کو تھی جن کے گمراہ ہونے کا اندیشہ تھا امیر کائنات علی ابن ابی طالب علیہ السلام بقول رسول اللہ کل ایمان اور معصوم عن الخطا تھے انھیں کیا ضرورت تھی لکھوانے کی اور یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہیے نسخہ شفا ہمیشہ مریض کے لیے لکھا جاتا ہے نہ کہ صحت مند کے لیے۔

ثانیا: جب پہلے سے ہی یہ گروہ دماغ رسالت پر ہذیان کی تہمت لگا کر نوشتہ ہدایت لکھوانے سے انکار کر چکا تھا اگر امیر کائنات تحریر لکھوا بھی لیتے تو اسکا نتیجہ کیا نکلتا؟

حلی جواب

جہاں تک جناب امیر کائنات علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا وہ تحریر لکھوانے کا تعلق ہے وہ تحریر انہوں نے جناب سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ کو گواہ قرار دے کر لکھوالی تھی جس تحریر میں مولا علی علیہ السلام سے لے کر امام مہدی برحق علیہ السلام تک تمام اماموں کی امامت اور خلافت حقہ کا ذکر تھا۔

جیسا کہ الشیخ ابن ابی زینب النعمانی لکھتے ہیں۔

''بإسناده ،عن عبد الرزاق، قال :حدثنا معمر بن راشد، عن أبان بن أبي عياش ،عن سليم بن قيس:أن عليا قال لطلحة في حديث طويل عندذكرتفاخرالمهاجرين والأنصار بمناقبهم وفضائلهم يا طلحة ، أليس قد شهدت رسول الله حين دعانا بالكتف ليكتب فيها مالا تضل الأمة بعده ولا

تختلف ، فقال : صاحبك ما قال : إن رسول الله يهجرفغضب رسول الله وتركها ؟ قال : بلى قد شهدته.قال :فإنكم لما خرجتم أخبرني رسول الله بالذي أراد أن يكتب فيهاويشهد عليه العامة ، وأن جبرئيل أخبره بأن الله تعالى قد علم أن الأمة ستختلف وتفترق ، ثم دعا بصحيفة فأملى عليَّ ما أراد أن يكتب في الكتف، وأشهد على ذلك ثلاثة رهط سلمان الفارسي ، وأبا ذر ، والمقداد وسمي من يكون من أئمة الهدى الذين أمرالمؤمنين بطاعتهم إلى يوم القيامة فسماني أولهم ، ثم ابني هذاحسن ، ثم ابني هذا حسين ، ثم تسعة من ولد ابني هذا حسين،كذلك يا أبا ذر،وأنت يا مقداد ؟ قالا : نشهد بذلك على رسول الله.

فقال طلحة : والله لقد سمعت من رسول الله يقول لأبي ذر : ما أقلت الغبراء ولا أظلت الخضراء ذا لهجة أصدق ولا أبرّ من أبي ذر، وأنا أشهد أنهما لم يشهدا الاّ بالحق، وانت أصدق وأبرّعندى منهما''۔

ترجمہ: مولا علی بن ابی طالب علیہ السلام نے طلحہ بن عبید اللہ سے مخاطب ہو کر کہا اے طلحہ کیا تم اس وقت موجود نہ تھے جب رسول خدا علیہ السلام نے کتف طلب کیا تا کہ اس پر وہ چیز لکھ دیں جس کی بدولت امت گمراہی اور اختلاف میں مبتلا نہ ہو؟

تمہارے ساتھی (حضرت عمر) نے کہا (نعوذ باللہ) بے شک اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہکی باتیں کر رہا ہے یہ سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضبناک ہوئے طلحہ نے کہا جی ہاں میں اس

وقت وہاں موجود تھا، تو حضرت امیر کائنات علیہ السلام نے کہا اۓ طلحہ جب تم لوگ باہر چلے گئے تھے تو وہ بات رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتادی جسے ضبط تحریر میں لانا چاہتے تھے اور لوگوں کو اس پر گواہ بنانا چاہتے تھے جناب جبرئیل علیہ السلام نے رسول خدا ﷺ کو آگاہ کیا تھا کہ اللہ تعالی اس امت کے تفرقہ بازی اور اختلاف کا علم رکھتا ہے پھر رسول خدا ﷺ نے میرے سامنے وہی تحریر لکھی جسے آپ اس وقت لکھنا چاہا رہے تھے اس تحریر پر تین آدمیوں کو گواہ مقرر کیا جناب سلمان فارسیؓ اور ابو ذر غفاریؓ اور مقدادؓ اور جن آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی اطاعت کو اللہ تعالی نے مومنین پر قیامت تک کے لئے واجب قرار دیا ان کے نام بتائے، رسول خدا ﷺ نے سب سے پہلے میرا پھر میرے بیٹے حسن علیہ السلام اور پھر میرے بیٹے حسین علیہ السلام اور پھر میرے بیٹے حسین علیہ السلام کے نو فرزندوں کے نام بتائے۔

حضرت امیر کائنات علی علیہ السلام نے فرمایا اے ابوذرؓ اور مقدادؓ ایسا ہی تھا؟

ان دونوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔

پس طلحہ نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابوذر سے زیادہ صادق القول آدمی پر نہ آسمان نے سایہ کیا ہے اور نہ زمین نے ایسے شخص کا بوجھ اٹھایا ہے اور نہ اس سے زیادہ کوئی نیک ہے، طلحہ نے کہا

میں گواہی دیتاہوں ان دونوں آدمیوں نے حق بات کہی ہے اور طلحہ نے کہا اے علی علیہ السلام آپ میرے نزدیک ان دونوں سے زیادہ صادق القول اور پرہیز گار ہیں۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سبب وفات شیعہ اور اہل سنت کے نزدیک

شیعہ سنی دونوں اسلامی مکاتب فکر کے محقق علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سبب وفات زہر تھا جس کے اثر کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف ہمیشہ کے لئے رحلت فرما گئے۔

کتب شیعہ اور شہادت رسول ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں ان علماء شیعہ کے اسماء پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا سبب زہر قرار دیا ہے۔

ابوجعفر شہر آشوب کا قول

یہ عالم بزرگوار حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''الحسين بن أبي العلاء عن جعفر بن محمد قال الحسن بن علي لأهل بيته إني اموت بالسمّ کما مات رسول الله''۔

---

[1] ۔الغیبہ، صفحہ 84 ، تالیف الشیخ الجلیل ابی عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن جعفر الکاتب المعروف ابن ابی زینب النعمانی متوفیٰ 360 ھجری، تحقیق فارس حسون کریم، دار الجوادین، الطبعۃ الأولی 1432ھ.

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء و اجداد کے توسط سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے اپنے اہل بیت علیہم السلام سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا میں بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح زہر کے اثر کی وجہ سے اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرما رہا ہوں۔[1]

شیخ طوسی رحمہ اللہ کا قول

ورسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هو محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف، كنيته أبو القاسم، وُلد بمكة يوم الجمعة سابع عشر ربيع الأول في عام الفيل،

وبعث يوم السابع والعشرين من رجب وله أربعون سنة، وقبض بالمدينة مسموماً يوم الاثنين ليلتين بقيتا من صفر سنة عشرة من الهجرة، وله ثلاث وستنون سنة۔

ترجمہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف ہیں جنکی کنیت ابو القاسم ہے آپ کی ولادت باسعادت بروز جمعہ 17 ربیع الاول عام الفیل

---

[1] . مناقب آل ابی طالب علیہ السلام، جلد نمبر 4، صفحہ 11، باب امامۃ ابی محمد الحسن بن علی علیہما السلام، فصل فی معجزاتہ علیہ السلام، تالیف۔ ابی جعفر محمد بن علی بن شہر آشوب سروی مازندرانی، تحقیق یوسف البقاعی متوفی 588 ہجری، تاریخ الطبع الثانیہ 1427ھ، قم ایران انتشارات ذوالقربی۔

یعنی ہاتھیوں والے سال مکہ مکرمہ میں ہوئی اور 27 رجب المرجب چالیس سال کی عمر مبارک میں اعلان نبوت فرمایا۔

اور پیر کے دن 28 صفر المظفر 10 ہجری 63 سال کی عمر مبارک میں مدینہ منورہ میں زہر کے اثر سے اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرمائی۔[1]

شیخ مفید رحمہ اللہ کا قول

''قبض رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بالمدينة مسموماً يوم الاثنين ليلتين بقيتا من صفر سنة عشرة من الهجرة، وله ثلاث وستون سنة''۔

ترجمہ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیر کے دن 28 صفر المظفر 10 ہجری 63 سال کی عمر مبارک میں مدینہ منورہ میں زہر کے اثر سے اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرمائی۔[2]

شیخ صدوق رحمہ اللہ کا قول

---

[1] ۔ تہذیب الاحکام، جلد نمبر 6، صفحہ نمبر 5، کتاب المزار، باب نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تاریخ مولودہ ووفاتہ وموضع قبرہ الشریف، تالیف۔ شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی 460 ھجری، تاریخ طباعت 1412 ھجری ۱۹۹۲ عیسوی، تحقیق و تعلیق محمد جعفر شمس الدین، دار التعارف للمطبوعات بیروت لبنان

[2] ۔ کتاب المقنعۃ، صفحہ نمبر 456، باب نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تاریخ مولودہ ووفاتہ وموضع قبرہ الشریف، تالیف۔ ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نعمان العکبری بغدادی الملقب بالشیخ مفید متوفیٰ 413 ھجری، تاریخ طباعت 1417ھ، مؤسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفہ۔

''واعتقادنافي النبي ﷺ وسلم أنه سم في غزوة خيبرفمازالت هذه الأكلة تعاده (تعاوده) حتي قطعت أبهرة فمات منها''.

ترجمہ ہمارے عقیدے کے مطابق نبی کریم ﷺ کو غزوہ خیبر کے موقع پر زہر دیا گیا اور وہ زہر برابر اثر کرتا رہا یہاں تک کہ اس کے اثر سے آپ ﷺ کے قلب کی شریان پھٹ گئی جس کے نتیجے میں آپ ﷺ کی شہادت واقع ہو گئی۔[1]

ملا فیض کاشانی رحمہ اللہ کا قول

''قبض (رسول الله ﷺ) بالمدينة مسموماً يوم الاثنين ليلتين بقيتا من صفر سنة عشرة من الهجرة، وله ثلاث وستون سنة''۔

ترجمہ: رسول خدا ﷺ نے پیر کے دن 28 صفر المظفر 10 ہجری 63 سال کی عمر مبارک میں مدینہ منورہ میں زہر کے اثر سے اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرمائی۔[2]

علامہ حلی رحمہ اللہ کا قول

---

[1] ۔ اعتقادات الإمامية (للصدوق) باب الاعتقاد في نفي الغلو والتفويض، الصفحة 97، الناشر مؤتمر الشيخ المفيد، ایران، قم، الطبعة الثانية، تاریخ الطبع 1414ھ

[2] ۔ کتاب الوافی، جلد 1، صفحہ 166، الفصل الرابع، باب 111، ماجاء فی رسول اللہ ﷺ، تالیف۔ محمد بن مرتضیٰ المعروف فیض کاشانی المتوفیٰ 1071 ھجری، مطبوعہ ایران الطبعہ حجری، تاریخ طباعت 1324 ھجری

''رسول الله ، هو محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبدمناف، كنيته أبو القاسم، ولد بمكة يوم الجمعة سابع عشر ربيع الأول في عام الفيل، وبعث يوم السابع والعشرين من رجب وله أربعون سنة، وقبض بالمدينة مسموما يوم الاثنين ليلتين بقيتا من صفر سنة عشرة من الهجرة، وله ثلاث وستون سنة۔

ترجمہ: رسول خدا ﷺ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف ہیں اور انکی کنیت ابو القاسم ہے آپ کی ولادت باسعادت بروز جمعہ 17 ربیع الاول عام الفیل یعنی ہاتھیوں والے سال مکہ مکرمہ میں ہوئی اور 27 رجب المرجب چالیس سال کی عمر مبارک میں اعلان نبوت فرمایا۔

پیر کے دن 28 صفر المظفر 10 ہجری 63 سال کی عمر مبارک میں مدینہ منورہ میں زہر کے اثر سے اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرمائی۔[1]

[1] ۔ تحریر الاحکام الشرعیہ علی مذہب امامیہ، جلد 2 ، صفحہ 118 ، الفصل الثالث فی المزار، تالیف۔ جمال الدین ابی منصور الحسن بن یوسف بن مطہر المعروف علامہ حلی متوفی 726 ھجری، تحقیق۔ الشیخ ابراھیم البہادری، الطبعہ الاولی 1420ھ، ناشر موسسہ الامام الصادق علیہ السلام۔

کتب اہل سنت اور شہادت رسول ثقلین ﷺ

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں اکابرین اہل سنت کی معتبر کتب سے حوالہ جات پیش کرتا ہوں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی شہادت زہر کے اثر سے ہوئی۔

ام المؤمنین بی بی عائشہ کا قول

''قالت (عائشه): كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول في مرضه الذي مات فيه يا عائشة ما أزال أجد ألم الطعام الذى أكلت بخيبر وهذا أوان وجدت انطاع أبهرى مِن ذلك السم''۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں فرمایا: عائشہ میں زہر آلودہ کھانے کی تکلیف کو محسوس کر رہا ہوں جسے میں نے خیبر میں تناول کیا تھا اور اس وقت میں محسوس کر رہا ہوں کہ زہر کے اثر سے میرے دل کی شریان پھٹ رہی ہیں۔[1]

جناب عبداللہ ابن مسعود کا قول

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ،مشکاۃ المصابیح ،جلد 5 ،صفحہ 136 ،کتاب الفضائل سید المرسلین ﷺ ۔تیسری فصل ،حدیث نمبر 5965 ،تالیف۔ الشیخ ولی الدین خطیب تبریزی (ایرانی)متوفی 737 ھجری،ترجمہ و تشریح استاذ العلماء مولانا محمد صادق خلیل رحمتہ اللہ علیہ، تحقیق و نظر ثانی حافظ ناصر محمود انور، طبع اول 2005 جنوری، مکتبہ اسلامی غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور.

''عبد الرزاق عن الثوري عن الأعمش عن عبدالله بن مرة عن أبي الأحوص عن عبد الله قال لأن أحلف تسعا أن رسول الله (قتل قتيلا) أحب إلي من أن أحلف واحدة أنه لم يقتل ذلك فإن الله جعله نبيا واتخذه شهيد''۔

ترجمہ: جناب عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر میں نو بار قسم کھاؤں کہ نبی کریم ﷺ کو شہید کیا گیا تو یہ بات میرے نزدیک سب سے زیادہ بہتر ہے اس سے کہ ایک بار قسم کھاؤں کہ آنحضرت ﷺ کو شہید نہیں کیا گیا کیونکہ اللہ نے انہیں نبی اور شہید قرار دیا ہے۔[1]

اسی حدیث کو امام حاکم نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ''وھذا حدیث صحیح علی شرط شیخین ولم یخرجاہ''

یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے لیکن ان دونوں محدثین نے اس روایت کو بخاری اور مسلم میں نقل نہیں کیا۔[2]

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، المصنف، تالیف۔ابو بکر عبد الرزاق بن ھمام صنعانی متوفیٰ 211 ھجری، جلد نمبر 5 ،صفحہ نمبر 269 ،باب الشھید، حدیث نمبر 9571 ،تاریخ طباعت 1392 ھجری، تحقیق و تخریج، احادیث حبیب الرحمٰن الاعظمی

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ،المستدرک علی الصحیحین، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 68 ،کتاب المغازی، تالیف۔ الحافظ ابی عبد اللہ حاکم نیشاپوری (ایرانی) متوفیٰ 458 ھجری۔، تاریخ طباعت 1340 ھجری، دار الکتاب العربی بیروت لبنان۔

شیعه نقطه نظر سے رسول خدا ﷺ کی تاریخ اور وقت وفات

آپ ﷺ نے 11 ہجری کو اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی اس وقت آپ کی عمر مبارک 63 سال تھی چالیس سال کی عمر مبارک میں آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا اس کے بعد مزید 13 سال تک مکہ میں مقیم رہے، جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اس وقت آپ ﷺ عمر مبارک کے 53سال گزر چکے تھے، ہجرت کے بعد دس سال تک آپ مدینہ منورہ میں رہے بالآخر آپ ﷺ نے 28 صفر 11 ہجری پیر کے دن چاشت کے وقت اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرمائی۔[1]

جب آنحضرت ﷺ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو آپ ﷺ کے چہرہ انور پر ایک باریک کپڑا ڈال دیا گیا۔[2]

مرض کا آغاز

---

[1] - منتہی الآمال فی تواریخ النبی والآل، جلد 1 ،صفحہ 141 ،تالیف۔ الحاج شیخ عباس القمی متوفی 1359 ھجری، مطبوعات دار اندلس ،الاحتجاج، جلد نمبر 1 ،صفحہ نمبر 174 ،ذکر وفات رسول اللہ ﷺ، تالیف علامہ الخبیر ابی منصور احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی

[2] - جلاالعیون، صفحہ 127 ،تالیف۔ ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1111 ھجری

ماہ صفر المظفر میں ہفتہ یا اتوار کے دن آنحضرت ﷺ کو بیماری دامن گیر ہوئی اور 26 صفر المظفر کو بیماری نے شدت اختیار کرلی۔[1]

رسول خدا ﷺ کی وفات اور فلکی نظام

خوارزمی نے بیان کیاہے کہ جس روز آنحضرت ﷺ نے رحلت فرمائی تھی اس دن

آفتاب جوزاء میں 6 درجے تھا۔

مہتاب جوزاء میں 23 درجے تھا۔

زحل قوس میں 29 درجے تھا۔

مریخ حوت میں 11 درجے تھا۔

زہرہ سرطان میں 18 درجے تھا۔

عطارد جوزاء میں 28 درجے تھا۔

راس جدی میں 25 درجے تھا۔

اور اس وقت آپ کی عمر مبارک 63 سال تھی۔[2]

---

[1] ۔مستدرک سفینۃ البحار، جلد 6 ، صفحہ نمبر 296 ، تالیف۔الشیخ علی نمازی شہرودی متوفیٰ 1346 ھجری

[2] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ، تاریخ الیعقوبی، جلد 2 ، صفحہ 77 ، باب ذکر وفات النبی تالیف۔احمد بن اسحاق بن جعفر بن وھب ابن واضح الیعقوبی البغدادی متوفیٰ 292 ہجری۔

اہل سنت کے نقطہ نظر سے رسول خدا ﷺ کی تاریخ اور وقت وفات

اہل سنت کے ہاں آنحضرت ﷺ کی تاریخ وفات میں متعدد اقوال پائے جاتے ہیں ۔

ان میں سے پہلا قول یکم ربیع الاول۔

دوسرا قول دو ربیع الاول۔

تیسرا قول 10 ربیع الاول۔

چوتھا قول 12 ربیع الاول۔

مگر قوی قول ان کے نزدیک یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے 63 سال کی عمر مبارک میں 11 ہجری بروز پیر 12 ربیع الاول چاشت کے وقت دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی،وقت وفات آپ ﷺ ایک یمنی چادر اور ایک پیوند شدہ کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔[1]

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ،تاریخ ابن کثیر ،جلد نمبر 3 ،صفحہ 239 ،اردو ترجمہ البدایہ والنہایہ، جلد سوم، حصہ پنجم ششم، صفحہ نمبر 225 ،تالیف۔حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر دمشقی، متوفی 772 ہجری، ترجمہ و تحقیق مولانا ابو طلا محمد اصغر مغل، فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی، دارالاشاعت کراچی پاکستان ،تاریخ طباعت 2008 عیسوی

مرض کا آغاز

واقدی کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ بروز بدھ 28 صفر کو بیمار ہوئے بروز پیر بارہ ربیع الاول کو رحلت فرمائی اور تیرہ روز تک بستر علالت پر رہے اور بروز منگل زوال کے بعد دفن ہوئے اور بروز پیر وفات کے دن صبح کی نماز ضعف اور کمزوری بدن کی وجہ سے گھر میں ہی پڑھی اور یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ بروز پیر چاشت کے وقت فوت ہوئے۔

مرض کا آغاز جناب میمونہؓ کے گھر سے ہوا اور 13 دن تک مریض رہے۔ [1]

رسول خدا ﷺ کا اپنی رحلت کی خبر دینا

روایت نمبر 1

جب آنحضرت ﷺ ماہ صفر ہفتہ یا اتوار کے روز مریض ہوئے تو آپ ﷺ مولا علی علیہ السلام کے کندھے کا سہارا لیکر چلے اور آپ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت بھی تھی اور آپ علیہ السلام بقیع میں تشریف لائے اور اہل قبور سے مخاطب ہو کر فرمایا ''السلام علیکم یا اهل القبور'' اے قبروں میں رہنے والو تم پر سلامتی ہو جس حالت میں تم ہو آنحضرت علیہ السلام نے لوگوں کو ان فتنوں کی خبر دی جو آپ علیہ السلام کی رحلت کے بعد اٹھنے والے تھے۔

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تاریخ ابن کثیر، جلد نمبر 3، صفحہ 252۔

پھر آپ علیہ السلام نے اصحاب سے فرمایا جبرئیل علیہ السلام ہر سال میرے سامنے ایک دفعہ قرآن کا دورہ مکمل کیا کرتے تھے اب اس دفعہ اس نے میرے سامنے قرآن مجید کا دورہ دو مرتبہ مکمل کیا ہے۔

اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ میری وفات کا وقت قریب آگیا ہے۔

پھر فرمایا اے علی علیہ السلام خدا نے مجھے جنت اور دنیا میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا ہے پس میں نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند کیا بس میری وفات عنقریب ہو جائے گی پھر بدھ کے روز اسی حالت میں باہر تشریف لائے آپ سر پر پٹی باندھے ہوئے تھے اپنا دایاں ہاتھ علی علیہ السلام کے کندھے پر اور بایاں ہاتھ جناب فضل بن عباسؓ کے کندھے پر تھا اسی حالت میں چلتے ہوئے منبر پر تشریف لے گئے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا اے لوگو میری وفات کا وقت قریب آچکا ہے اگر میں نے کسی سے کوئی وعدہ کیا تھا تو وہ مجھے یاد دلائے تاکہ میں وعدہ پورا کروں کسی کا مجھ پر قرض ہو تو وہ مجھے بتائے تاکہ میں اس کا قرض چکا سکوں ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں شادی کروں تو آپ مجھے تین اوقیہ سونا دیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فضل بن عباسؓ سے فرمایا میرے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرو، پھر دوبارہ

فرمایا جس کسی نے مجھ سے قصاص لینا ہو وہ لے لے پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور سیدھا جناب ام سلمہ علیہا السلام کے گھر چلے گئے۔[1]

''حدثنا محمد بن رافع وعبد بن حمید (واللفظ لابن رافع)قالا: حدثنا عبد الرزاق، أخبرنا معمر . قال : قال الزهري: وأخبرني عبيد الله بن عبد الله بن عتبة؛ أن عائشة أخبرته قالت : أول ما اشتكى رسول الله و في بيتي ميمونة. فاستأذن أزواجه أن يمرض في بيتها وأذن له . قالت فخرج ويد له على الفضل بن عباس . ويد له على رجل آخر. وهو يخط برجليه في الأرض فقال عبيد الله : فحدثت به ابن عباس فقال : أتدري مَن الرجل الذي لم تسم عائشه؟ هوعلی''۔

ترجمہ: بی بی عائشہ بیان کرتی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری کا آغاز میمونہ رض کے گھر سے ہوا باقی ازواج نبی نے اجازت طلب کی کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کے لیے وہاں حاضر ہونا چاہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی بی بی عائشہ بیان کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب عباس بن فضل رض اور کسی دوسرے شخص کے

---

[1] ۔ حوالہ :منتھی الآمال فی تواریخ النبی والآل ،جلد 1 ،صفحہ 145 ،تالیف شیخ عباس القمی متوفی 1359ھجری، مطبوعات دار الاندلس بیروت لبنان، طبع اولی 2005، باب وصایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، مناقب آل ابی طالب، جلد 1 ، صفحہ 291 ، فصل فی وفاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، تالیف ابی جعفر محمد بن علی بن شہر آشوب السروی المازندرانی، متوفی۔588ھجری، تحقیق یوسف بقاعی، تاریخ طبعہ ثانیہ 1427 ہجری

کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ ان کے دونوں پاؤں (کمزوری کی وجہ سے) زمین پر خط کھینچتے چلے آرہے تھے عبید اللہ نے کہا میں نے اس بارے میں ابن عباس سے بات کی اس نے پوچھا کیا تو جانتا ہے وہ دوسرا شخص کون تھا جس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے لیکن بی بی عائشہ نے اس کا نام نہیں لیا؟ وہ علی علیہ السلام تھے۔[1]

روایت نمبر 2

عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک ماہ قبل ہی اپنے وصال کی ہمیں اطلاع دے دی تھی، جب آنحضرت ﷺ کی مفارقت کا وقت قریب آ پہنچا تو ہم سب ام المومنین بی بی عائشہ کے گھر میں جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے ہمیں غور سے دیکھا اور آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا خوش آمدید اللہ تم پر رحم کرے اور تمہاری مدد کرے تمہاری حفاظت کرے تمہارے مرتبے بڑھائے تم کو فائدہ پہنچائے تم کو توفیق دے تم کو سلامت رکھے تم پر رحمت کرے۔

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، صحیح مسلم، جلد 1 ، صفحہ 212 ، کتاب الصلوۃ، باب استخلاف الامام اذا عرض لہ عذر من مرض وسفر وغیرھما، تالیف۔ امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری ایرانی، متوفیٰ 261 ھجری، دار احیاء تراث. العربی بیروت لبنان، تاریخ الطبعہ اولی 1420ھ

میں تم کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں میں تم کو متنبہ کرتا ہوں اور بشارت دیتا ہوں کہ تم اللہ کے بندوں کے بارے میں اور اس کے ملک میں بال برابر بھی تجاوز نہ کرنا اور ظلم نہ کرنا اللہ نے مجھ سے اور تم سے کہاہے ﴿تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون غلوا في الأرض ولا فسادا والعاقبة للمتقين﴾[1]

یہ آخرت کا گھر ان لوگوں کو ہم دیں گے جو زمین میں نہ ظالمانہ اقتدار چاہتے ہیں اور نہ فساد اور انجام کی بھلائی اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہے۔

اور اس کے علاوہ اللہ تعالی نے فرمایاہے ﴿اليس في جهنم مثوى للمتكبرين﴾[2]

(کیا متکبروں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے ؟)

ہم نے پوچھا آپ کا وقت کب ہے ؟

آنحضور ﷺ نے فرمایا جدائی اب قریب ہے اور میں اللہ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جانے والا ہوں ہم نے پوچھا یا نبی اللہ آپ ﷺ کو غسل کون دے ؟

آپ ﷺ نے فرمایا! جو میرے سب سے زیادہ قریبی عزیز ہیں۔

ہم نے پوچھا کہ آپ ﷺ کو کفن کس کپڑے کا پہنائیں ؟

---

[1] ۔سورۃ قصص آیت نمبر 83

[2] ۔سورۃ الزمر آیت 60۔

آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاہو تو میرے انہیں کپڑوں میں اور چاہو تو مصر کا سفید جامہ یا حلہ یمانیہ کا کفن پہنانا۔

ہم نے پوچھا کہ آپ ﷺ کی نماز جناز کون پڑھے گا؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا خاموش رہو۔

اللہ تمہاری مغفرت کرے اور تم کو اپنے نبی کی طرف سے جزائے خیر دے۔

ہم سب رو پڑے خود رسول ﷺ بھی روئے اور فرمایا کہ جب تم مجھے غسل دے دو اور کفن پہنا دو تو مجھے اسی گھر میں اپنی چارپائی پر قبر کے کنارے لٹا دینا اور تھوڑی دیر کے لیے باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے میرے دوست جبرئیل علیہ السلام میری نماز جنازہ پڑھیں گے ان کے بعد میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام اور پھر ملک الموت تمام ملائکہ ایک بڑے گروہ کے ساتھ میری نماز جنازہ پڑھیں گے، اس کے بعد تم سب گروہ در گروہ آ کر میری نماز جنازہ پڑھنا اور درود و سلام پڑھنا۔[1]

سوادہ بن قیس کا واقعہ

"فقال إنك لما أقبلت من الطائف استقبلتك وأنت على ناقتك العضباء وبيدك القضيب الممشوق ، فرفعت القضيب وأنت تريد الراحلة فأصاب

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ، تاریخ طبری، اردو ترجمہ تاریخ الامم والملوک، جلد 2 ، صفحہ 414 ، ۱۱ ہجری کے واقعات، حضور ﷺ کا آخری خطبہ، تالیف۔ ابی جعفر محمد بن جریر طبری متوفیٰ 310 ھجری، ناشران و تاجران کتب الفصیل اردو بازار لاہور۔

بطني فقال صلى الله عليه وآله وسلم لبلال قم إلى منزل فاطمة فائتني بالقضيب الممشوق . فلا مضى إليها سألت فاطمة وما يريد به ؟

قال : أما علمت يودع أهل الدين والدنيا فصاحت وهي تقول واغماه لغمك يا أبتاه ، فلما ورد إليه

قال : أين الشيخ ؟

قال ها أنا ذا يا رسول الله بأبي أنت وأمي

فقال : فاقتص حتى ترضى

فقال الشيخ : فاكشف لي عن بطنك ثم قال أتأذن لي أن أضع فمي على بطنك ؟

فأذن له فقال أعوذ بموضع القصاص من بطن رسول الله

فقال اللهم اعف عن سوادة بن قيس كما عفى عن نبيك محمد وقال صلى الله عليه وآله وسلم ولم يمت النبي قط إلا خلف تركة ، وقد خلفت فيكم الثقلين كتاب الله وعترتي

ثم دخل بيت أم سلمة قائلا رب سلم أمة محمد من النار ويسر عليهم الحساب''۔

ترجمہ: راوی نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص جس کا نام سوادہ بن قیس تھا اس نے مجمع میں کھڑے ہو کر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ جب آپ طائف سے واپس تشریف

لا رہے تھے تو میں آپ ﷺ کے استقبال کے لئے آگے بڑھا اور آپ اپنی عضباء نامی اونٹنی پر سوار تھے اور ایک ہاتھ میں ممشوق نامی چھڑی تھی آپ نے اپنی سواری کو ہانکنے کے لئے چھڑی کو بلند کیا لیکن وہ میرے شکم پر جالگی میں اس چیز کا آپ سے قصاص لینا چاہتا ہوں.

پس آنحضرت ﷺ نے جناب بلالؓ سے فرمایا میری لخت جگر جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کے گھر جاؤ اور مجھے ممشوق نامی چھڑی لاکر دو جب بلالؓ جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے گھر پہنچے اور ممشوق نامی چھڑی طلب کی تو جناب سیدہ علیہا السلام نے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس سے کیا کرنا چاہتے ہیں؟

تو جناب بلالؓ نے عرض کی آپ کو علم نہیں کہ آنحضرت ﷺ اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرمانے والے ہیں۔

جناب سیدہ علیہا السلام فریاد کرتی ہوئی کہتی ہیں۔

ہائے افسوس اے باباجان آپ کا غم کس قدر گراں ہے۔

جب جناب بلالؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں چھڑی لے کر حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی ﷺ نے فرمایا اے شیخ تم کہاں ہو؟

اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں یہاں ہی موجود ہوں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا جس قدر تمہاری مرضی ہے مجھ سے قصاص لے لو۔

شیخ نے عرض کیا آپ اپنے بطن مبارک سے کپڑا ہٹائیے پس آپ ﷺ نے اپنے بطن مبارک سے قمیص الٹائی پھر اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں آپ سے اس بات کی اجازت چاہتا ہوں کہ میں آپ کے بطن مبارک کا بوسہ لے سکوں۔

پس آنحضرت ﷺ نے اسے اجازت دی تو اس نے آگے بڑھ کر بوسہ لے لیا اور اس نے کہا میں پناہ مانگتا ہوں کہ میں اس چھڑی کے ساتھ آپ سے قصاص لوں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے معبود! اس سوادہ بن قیس کو اس طرح معاف فرما جس طرح اس نے تیرے نبی سے قصاص معاف کیا ہے۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کوئی نبی اس وقت تک اس دار فانی سے دار بقا کی طرف منتقل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے جانشین کو مقرر نہ کرلے اور فرمایا بے شک میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک اللہ کی کتاب دوسری میری عترت اہل بیت علیہم السلام پھر آنحضرت ﷺ ام سلمہ علیہا السلام کے گھر میں یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے اے اللہ امت محمد کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھنا اور ان کے حساب کو قیامت کے دن آسان بنادینا۔

بیماری کی حالت میں ایک یا دو دن جناب ام سلمہ علیہا السلام کے گھر میں ہی ٹھہرے پھر بی بی عائشہ نے باقی ازواج نبی کو راضی کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھر لے گئی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ کے گھر پہنچے تو آپ کا مرض شدید ہو گیا۔ [1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرگوشی کرنا

''حدثنا أبو كامل الجحدري، فضيل بن حسين. حدثنا أبو عوانة، عن فراس ، عن عامر ، عن مسروق، عن عائشة قالت: كن أزواج النبى صلى الله عليه وآله وسلم عنده. لم يغادر منهن واحدة. فأقبلت فاطمة تمشي . ما تخطىء مشيتها من مشية رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم شيئا، فلما رآها رحب بها . فقال : مرحبا يابنتي ثم أجلسها عن يمينه أو عن شماله. ثم سارها فبكت بكاء شديدة. فلما رأى جزعها سارها الثانية فضحكت. فقلت لها: خصك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من بين نسائه بالسرار. ثم أنت تبكين؟ فلما قام رسول الله

---

[1] ۔مناقب آل ابی طالب، جلد 1 ،صفحہ 292 ،فصل فی وفاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تالیف ابی جعفر محمد بن علی بن شہر آشوب السروی المازندرانی، متوفی 588 ہجری، تحقیق یوسف بقاعی، تاریخ طبعہ ثانیہ 1427 ہجری ،کتاب جلاء العیون، صفحہ 137 ،ملا محمد باقر مجلسی متوفی 1111ہجری

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، قرۃ العین، ترجمہ درۃ الناصحین، صفحہ 115 ،حصہ اول، مصنف۔علامہ عثمان بن حسن احمد ظاہر متوفی، مترجم مولانا محمد عبد الاحد قادری، زیر اہتمام شکیل ممتاز قادری، تاریخ اشاعت 2004 عیسوی

صلى الله عليه وآله وسلم و سألتها ما قال لك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ؟

قالت: ما كنت أفشي على رسول الله سره .

قالت: فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قلت: عزمت عليك، بما لي عليك من الحق، لما حدثتني ما قال لك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم؟

فقالت : أما الآن، فنعم. أما حين سارني في المرة الأولى، فأخبرني أن جبريل كان يعارضه القرآن في كل سنة مرة أو مرتين، وإنه عارضه الآن مرتين، وإني لا أرى الأجل إلاّ قداقترب . فاتقي الله واصبري. فإنه نعم السلف أنا لك،

قالت: فبكيت بكائي الذي رأيت . فلما رأى جزعي سارّني الثانية فقال : يا فاطمة، أما ترضي أن تكوني سيدة نساء المؤمنين. أو سيدة نساء هذه الأمة؟

قالت: فضحكت ضحكي الذي رأيت‘‘۔

ترجمہ: حضرت بی بی عائشہ سے مروی ہے کہ ہم سب بیویاں آنحضرت ﷺ کے پاس جمع تھیں اور جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام تشریف لائیں ان کے چلنے کا انداز آپ ﷺ سے مشابہت رکھتا تھا جب جناب سیدہ علیہا السلام تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے انہیں مرحبا اور خوش آمدید کہا اور انہیں اپنے دائیں یا بائیں پہلو میں بٹھایا پھر انکے کان میں کوئی بات کہی جسے سن کر پہلے وہ آب دیدہ ہو گئیں اور پھر مسکرانے لگیں اور جب جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام اٹھ کر جانے لگیں تو میں نے پوچھا کہ رسول خدا ﷺ نے

آپ کے کان میں کونسی راز کی بات کہی ہے جس کی وجہ سے پہلے آپ آب دیدہ ہوئیں پھر مسکرانے لگیں؟

توانہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا پھر جب رسول خدا ﷺ رحلت فرماگئے تو میں نے جناب فاطمہ علیہا السلام سے کہا میں آپ پر اپنے حق کا واسطہ دے کر پوچھتی ہوں کہ رسول خدا ﷺ نے آپ سے کون سی راز کی بات کہی تھی جو آپ مجھے نہیں بتا رہیں؟ جناب فاطمۃ زہراء علیہا السلام نے کہا اب میں آپ کو وہ راز بتاتی ہوں کہ آنحضرت ﷺ نے پہلی دفعہ میرے کان میں یہ بتایا کہ جبرائیل ہر سال میں ایک دفعہ میرے سامنے قرآن کا دورہ مکمل کیا کرتے تھے اس سال دو مرتبہ میرے سامنے قرآن کا دورہ مکمل کیا ہے یہ چیز میری رحلت کے قریب ہونے کی نشانی ہے۔

تقویٰ کو شعار بنانا صبر کرنا اور میں تمہارے لئے بہترین سلف اور پیش رَو ہوں یہ سن کر میں آبدیدہ ہو گئی پھر آپ نے مجھے راز دارانہ انداز میں بتایا کہ کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ اس جہان کی تمام عورتوں کی سردار یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہوں جسے سن کر میں مسکرانے لگی۔[1]

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، صحیح مسلم للامام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری نیشابوری ایرانی متوفیٰ 661 ھجری، صفحہ نمبر 1057، باب فضائل فاطمہ زہرا بنت النبی ﷺ

رسول خدا ﷺ کو دوا پلانے کا واقعہ

حضرت بی بی عائشہ سے مروی ہے کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کی بیماری میں آپ کے منہ میں دوا ڈالی اور آپ نے اشارے سے کہا کہ میرے منہ میں دوا نہ ڈالو ہم نے یہ سمجھا کہ مریض کو دوا بری ہی معلوم ہوتی ہے کچھ پرواہ نہ کی جب آپ کو ذرہ سا افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا کیا میں نے تم کو زبردستی دوا پلانے سے منع نہیں کیا تھا؟

ہم نے عرض کیا ہم تو عام مریضوں جیسی کراہت سمجھتے تھے آپ ﷺ نے غصے سے فرمایا گھر میں کوئی ایسا باقی نہ رہے جس کو اسی طرح کی میرے سامنے دوا نہ پلائی جائے سوائے عباسؓ کے کیونکہ وہ تم لوگوں میں شامل نہ تھے۔[1]

مرض رسول خدا ﷺ اور مصلی امامت

ہمارے اہل سنت بھائیوں کا ہمیشہ سے یہ دعویٰ رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں اپنا مصلی امامت ابو بکر کے سپرد کر دیا اور خود ان کی اقتداء میں باجماعت نماز ادا فرمائی اس واقعہ سے وہ حضرت ابو بکر کے خلیفہ بلافصل ہونے کا استدلال بھی کرتے ہیں۔

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تاریخ ابن کثیر، اردو ترجمہ البدایہ والنہایہ، جلد سوم، حصہ پنجم و ششم، ذکر سانحہ عظیم وفات نبوی ﷺ، تالیف۔ حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر دمشقی۔

جواب: اس واقعہ سے حضرت ابو بکر کی خلافت بلا فصل کا استدلال کرنا کئی وجوہ سے درست دکھائی نہیں دیتا۔

اولاً: اس واقعہ کے بارے میں اہل سنت کے ہاں شدید اضطراب اور اختلاف پایا جاتا ہے۔

الامام شرف النووی اس اختلاف کو مد نظر رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''واحتجوا بأن النبي صلى الله عليه وآله وسلم في مرض وفاته بعد هذا قاعدا وأبو بكر رضي الله عنه والناس خلفه قياما وإن كان بعض العلماء زعم أن أبا بكر رضي الله عنه كان هو الإمام والنبي صلى الله عليه وآله وسلم مقتد به لكن الصواب أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان هو الإمام''۔

ترجمہ: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مرض الموت میں بیٹھ کر نماز پڑھائی حضرت ابو بکر اور باقی لوگوں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی اگرچہ بعض علماء کا گمان ہے کہ حضرت ابو بکر امام اور نبی کریم مقتدی تھے مگر صحیح قول یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے امامت کے فرائض خود انجام دیے۔[1]

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، الکتاب المنھاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، جلد 4، صفحہ 133، کتاب الصلاۃ، باب استخلاف الامام اذا عرض لہ عذر من مرض وسفر وغیرھما، المؤلف: أبو زکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووي المتوفی:676 ھجری، الناشر: دار إحیاء التراث العربي بیروت، الطبعة الثانیة1392 ھجری۔

ثانیا: اگر اس واقعہ کی کوئی حقیقت ہوتی تو یقیناً حضرت ابو بکر سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین اور انصار کے ساتھ تنازعہ خلافت کے وقت اس واقعہ سے استدلال کرتے جب کہ کتب فریقین اس بارے میں خاموش دکھائی دے رہی ہیں۔

ثالثا: اگر یہ واقعہ صحیح ہے اور دلیل خلافت بنتا ہے تو حضرت ابو بکر کی خلافت نصی ہوتی نہ کہ اجماعی حالانکہ اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت ابو بکر کی خلافت اجماعی ہے نہ کہ نصی افسوس کہ اجماع کی حجیت پر بھی ابن حزم اندلسی کا یہ قول پانی پھیرتا ہوا دکھائی دے رہا ہے وہ فرماتے ہیں ''لعنت اللہ علی کل اجماع یخرج منہ علی بن ابي طالب ومَن بحضرته ''

ہر اس اجماع پر اللہ کی لعنت ہو جس میں علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کے ساتھی شامل نہ ہوں۔[1]

امام بخاری حضرت عمر کے اس قول کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''وإنّهُ قد كان مِن خبرنا حين توفى الله نَبِيّهُ الاّ اَنّ الانصار خالفونا واجتمع باسرهم فی سقیفة بنی ساعده خالف عنّاعليا والزبير ومن معهما''۔

---

[1] ۔ اہل سنت کے معتبر کتاب ,المحلی شرح مجلی,جلد نمبر 10 ,صفحہ 220 ,رقم المسئلہ 1770,بحث نسخ القرعہ, تالیف۔ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی متوفی456 ھجری۔

ترجمہ:حضرت عمر بن خطاب بیان کرتے ہیں ہماری خلافت کی کارکردگی کچھ اس طرح سے تھی کہ جب اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد مصطفی ﷺ کووفات دی تو انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ سب سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوگئے علی علیہ السلام،زبیر اور ان کے ساتھیوں نے ہماری مخالفت کی۔[1]

رابعا: طلب قرطاس کے وقت جب خلافت کے متمنی یہ کہہ چکے تھے کہ شدت درد کی وجہ سے آنحضرت ﷺ (نعوذ باللہ) بہکی باتیں کر رہے ہیں تو پھر آپ ﷺ نے ایسی نازک حالت میں اسرار امامت حضرت ابو بکر کے سپرد کیسے کر دیے ؟

فتدبر ایها القاری۔

خامسا: اہل سنت حضرات آنحضرت ﷺ کی نماز جنازہ باجماعت نہ پڑھنے کی یہ تاویل کرتے ہیں چونکہ آنحضرت ﷺ خواہ بقید حیات ہوں یا بقید ممات ہوں وہ دونوں حالتوں میں امام ہی ہیں کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ان کے روبرو جماعت کی شکل بنائے تو یہاں کس طرح حضرت ابو بکر کو امام بنایا جارہاہے؟ اور آنحضرت ﷺ کو اس کی اقتدامیں نماز پڑھنے کے دعوے کیے جارہے ہیں۔

---

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب، صحیح البخاری، جلد نمبر 7 ، صفحہ نمبر584 ،کتاب المحاربین بین اھل الکفر والردۃ ،پارہ نمبر28 ،باب نمبر 941 ،رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت، تالیف۔ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری فارسی، متوفی 256 ہجری ثمرقند

جب آنحضرت ﷺ عائشہ کے گھر تشریف لے گئے تو آنحضرت ﷺ کی مرض میں شدید اضافہ ہو گیا بلالؓ وقت نماز صبح حاضر ہوا اور جب آیا تو آنحضرت ﷺ اس وقت حالت غشی میں تھے جب بلالؓ نے آواز نماز دی آنحضرت ﷺ کو خبر نہ ہوئی عائشہ نے کہا میرے باپ ابو بکر سے کہو کہ نمازیوں کو نماز پڑھائیں اور حفصہ نے کہا میرے باپ عمر سے کہو نماز پڑھائیں جب حضرت رسول خدا ﷺ نے یہ باتیں سنیں اور فرمایا ان باتوں سے ہاتھ اٹھاؤ تم مثل ان عورتوں کے ہو جنہوں نے چاہا کہ یوسف کو گمراہ کریں، شدت مرض میں اٹھے اور مسجد کی طرف اس حالت میں چلے کہ ایک ہاتھ جناب امیر کائنات علیہ السلام کے دوش مبارک پر اور دوسرا ہاتھ فضل بن عباسؓ کے کندھے پر رکھے ہوئے نہایت ضعف اور ناتوانی سے قدم اٹھاتے ہوئے مسجد تک پہنچے جب نزدیک محراب آتے دیکھا کہ ابو بکر نے سبقت کی ہے اور بجائے حضرت کے نماز شروع کی ہے پس آنحضرت ﷺ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ پیچھے کھڑا ہو اور خود داخل محراب ہوئے اور لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر نماز کو پھر سے ادا فرمایا۔ [1]

[1] ۔ جلاء العیون، صفحہ 112 ، تالیف ملا محمد باقر مجلسی، متوفی 1111 ھجری، ترجمہ علامہ سید عبد الحسین مرحوم اللہ مقامہ، ناشر۔ عباس بک ایجنسی رستم نگر درگاہ حضرت عباس علیہ السلام لکھنو انڈیا، تاریخ طباعت 2001 مارچ

اس روایت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ شدید مرض کی حالت میں بھی آنحضرت ﷺ نے اصحاب کو نماز خود پڑھائی نہ کہ ابو بکر نے۔

اہل بیت نبوت علیہم السلام کے متعلق وصیتیں

’’روى أنس بن مالك ، قال : جاءت فاطمة ومعها الحسنان إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في مرضه الذي توفي فيه فانكبّت عليه ، وألصقت صدرها بصدره وهي غارقة في البكاء ، ثم انطلقت إلى بيتها ، والنبي غارق في البكاء وهو يقول :اللهم أهل بيتي ، وأنا مستودعهم كل مؤمن وجعل يردّد ذلك ثلاث مرات‘‘۔

ترجمہ: انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب رسول خدا ﷺ مریض ہوئے اور اسی مرض میں آپ ﷺ نے اس دنیا فانی سے رحلت فرمائی اور جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے دونوں شہزادے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔

جب آنحضرت ﷺ کو اس حال میں دیکھا تو بے تاب ہو گئیں اور اپنے آپ کو اپنے بابا پر گرا دیا اور بہت شدت کے ساتھ روئیں اور جب اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئیں تو آنحضرت ﷺ نے اپنی بیٹی کو دیکھ کر شدت سے گریہ کیا اور کہہ رہے تھے

اے اللہ میرے یہی اہل بیت علیہم السلام ہیں اور ان کو میں ہر مومن کے سپرد کرتا ہوں اور اسی کلمے کو تین مرتبہ دہرایا۔[1]

''فجاء الحسن والحسين (عليها السلام) بصيحان ويبكيان حتى وقعا على رسول الله (صلى الله عليه وآله)فاراد علي عليه السلام أن ينحيهما عنه ، فأفاق رسول الله (صلى الله عليه وآله) ثم قال يا علي دعني أشمهما ويشماني وأتزود منهما ويتزودان منى أما إنهما سيظلمان بعدي ويقتلان ظلما فلعنة الله على من يظلمهما يقول ذلك ثلاثا''۔

ترجمہ: شیخ عباس قمی لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام دونوں شہزادے روتے ہوئے آئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر لیٹ گئے جب مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے شہزادوں کو نانا سے جدا کرنا چاہا تو اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرض سے افاقہ ہوا تو مولا علی علیہ السلام سے فرمایا انہیں اسی حالت میں رہنے دو میں ان دونوں کلیوں کی خوشبو سونگھ رہا ہوں یہ میری خوشبو سونگھ رہے ہیں میں ان دونوں سے الوداع ہو رہا ہوں اور یہ مجھ سے الوداع ہو رہے ہیں اور میرے بعد ان پر ظلم

[1] ۔کتاب حیات محمد، جلد2 ، صفحہ 407 ، تالیف۔باقر شریف قرشی متوفیٰ 1433 ھجری۔

ڈھائے جائیں گے اور ظلم سے انہیں شہید کر دیا جائے گا ان دونوں پر ظلم کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو اور یہی کلمہ تین بار دہرایا۔[1]

ویسے تو آنحضرت ﷺ نے اپنے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے متعلق حسن سلوک رکھنے کے بارے میں بہت زیادہ وصیتیں فرمائی ہیں لیکن میں کتاب کے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند وصیتوں کو یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

مثلا آپ ﷺ نے فرمایا ''قال استوصوا باهل بيتي خيرا فاني اخاصمكم عنهم غدا''۔

ترجمہ: میں تمہیں اپنے اہل بیت نبوت علیہم السلام کے بارے میں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں کل میں تم سے ان کے بارے میں باز گشت کروں گا۔[2]

''عن ابن عمر آخر ما تكلم به رسول الله اخلفوني في اہل بيتي''۔

---

[1] ۔ منتہی الاعمال فی تواریخ نبی والآل، جلد 1 ، صفحہ 143 ، باب فی وفاۃ نبی الاکرم ﷺ، تالیف۔ شیخ عباس القمی ، مطبوعات دار الاندلس بیروت لبنان۔

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ، الصواعق المحرقہ فی الرد علی اھل البدع والزندقۃ، صفحہ 150 ، الباب الحادی عشر، فی فضائل اہل بیت النبوی وفیہ فصول، الفصل الاول فی الایات الواردۃ فیھم، تالیف۔ المحدث احمد بن حجر الہیتمی المالکی متوفی 974ہجری، ناشر مکتبۃ القاہرہ مصر۔

ترجمہ: ابن عمر سے مروی ہے کہ آخری وقت میں نبی کریم ﷺ کی مقدس زبان پر یہ جملہ جاری تھا کہ میں اپنے بعد اپنے اہل بیت اطہار علیہم السلام کو تم میں اپنا جانشین بنائے جارہاہوں۔[1]

''قال اذکرکم الله فی اهل بیتی اذکرکم الله فی اهل بیتی اذکرکم الله فی اهل بیتی''۔

ترجمہ: مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا میں اپنے اہل بیت نبوت علیہم السلام کے بارے میں تمہیں خدا کی یاد دلاتاہوں۔[2]

رسول خدا ﷺ کی تجہیز و تکفین کے متعلق وصیت

آنحضرت ﷺ نے امیر کائنات علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایایا علی علیہ السلام مجھے خود غسل دینا غرس نامی کنویں کے سات مشکیزہ پانی سے اور حنوط کرنا اور تین کپڑوں میں کفن دینا اور مجھے اس جگہ دفن کرنا جہاں میری روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے۔

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ،الصواحق المحرقہ ،صفحہ نمبر 150 ،تالیف۔ابن حجر مکی ھیتمی متوفی 974 ہجری

[2] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ، صحیح مسلم،للامام ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری متوفیٰ 261ھ،صفحہ 1043 ،باب من فضائل علی بن ابی طالب علیہ السلام،حدیث 2408 ،دار احیاء التراث العربی۔

جب آپ ﷺ کی رحلت کا وقت قریب آ گیا تو آپ نے فرمایا اے علی علیہ السلام میرا سر اپنی گود میں رکھ دو اب اللہ کا حکم آ گیا ہے جب میری روح پرواز کرنے لگے تو مجھے قبلہ رخ لٹا دینا اور میری تجہیز و تکفین کا اہتمام کرنا اور سب لوگوں سے پہلے مجھ پر نماز جنازہ پڑھنا اور مجھ سے اس وقت تک جدا نہ ہونا جب تک میرے جسد نورانی کو لحد کے سپرد نہ کر دینا اور اللہ تعالی سے مدد طلب کرنا۔

حسب معمول وصیت کے مطابق امیر کائنات علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے آپ کا سر اقدس اپنی گود میں رکھ لیا اور آپ ﷺ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں جب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام رونے لگیں تو آپ ﷺ نے اشارے سے فرمایا بیٹی میرے قریب آ جاؤ جب جناب سیدہ علیہا السلام ﷺ کے قریب آئیں تو آپ ﷺ نے ان کے کان میں کچھ راز کی بات کہی جسے سن کر جناب سیدہ علیہا السلام مسکرانے لگیں۔

جب آنحضرت ﷺ کی روح پرواز کرنے لگی تو امیر کائنات علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنا بایاں ہاتھ بڑھا کر آنحضرت ﷺ کی حنک کے نیچے رکھ دیا اور آنحضرت ﷺ کی روح امیر کائنات کے ہاتھوں میں ہی پرواز کر گئی۔[1]

---

[1] ۔ مناقب آل ابی طالب، تالیف۔ ابو جعفر شہر آشوب، جلد نمبر 1 ، صفحہ نمبر 293 ، باب فی وفاتہ علیہ السلام ، متوفی 588 ھجری، و جلاء العیون، صفحہ 137 ، تالیف۔ ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ، متوفیٰ 1111 ھجری۔

ملک الموت کا اجازت طلب کرنا

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت ﷺ سخت بیمار ہو گئے اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام نے پوچھا تم کون ہو؟

اس نے عرض کیا میں ایک اجنبی شخص ہوں آپ ﷺ سے سوال کرنے آیا ہوں گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگتا ہوں تو یہ سن کر جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام نے اس سے کہا اللہ تجھ پر رحمت نازل کرے آنحضرت ﷺ اس وقت مریض ہیں تجھ سے ملاقات نہیں کر سکتے۔

یہ جواب سن کر وہ اجنبی شخص چلا گیا تھوڑی دیر بعد پھر دوبارہ آیا اور اسی طرح دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا میں ایک مسافر ہوں آنحضرت ﷺ سے ملنا چاہتا ہوں اندر آنے کی اجازت مانگتا ہوں حضور ﷺ نے اس کی آواز سنی اور آنکھیں کھولیں اور فرمایا ہے میری بیٹی فاطمہ علیہا السلام تم جانتی ہو یہ شخص کون ہے؟

جناب سیدہ علیہا السلام نے عرض کیا باباجان میں نہیں جانتی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لذتوں کو ختم کرنے والا، گروہوں میں جدائی ڈالنے والا، گھروں کو ویران کرنے والا ، قبروں کو آباد کرنے والا ملک الموت ہے۔

مجھ سے پہلے اس نے کسی سے گھر کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں مانگی اور نہ ہی بعد میں کسی سے اجازت مانگے گا مجھے جو شرف بزرگی اور کرامت اپنے پروردگار کی

طرف سے ملی ہے یہ سب کچھ اسی کی وجہ سے ہی ہو رہا ہے اے فاطمہ علیہا السلام اسے اجازت دے دو تا کہ اندر آسکے جناب سیدہ علیہا السلام نے فرمایا اے عبد خدا تجھ پر رحمت نازل ہو گھر کے اندر داخل ہو جاؤ وہ اندر داخل ہوا اور اس نے اہل بیت رسالت علیہم السلام پر سلام کیا۔[1]

حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اندر آنے کی اجازت مل گئی

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملک الموت اندر آنے کی اجازت دے دی چنانچہ وہ اندر آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ملک الموت تم پر بھی میرا سلام ہو۔

کیا تو زیارت کیلئے آیا ہے یا روح قبض کرنے کے لئے ؟

جناب عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا زیارت اور روح قبض کرنے کے ارادے سے آیا ہوں اگر آپ مجھے روح قبض کرنے کی اجازت عنایت فرمائیں تو صحیح ہے ورنہ میں واپس چلا جاتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو نے جبرائیل علیہ السلام کو کہاں چھوڑا؟

[1] ۔حوالہ۔ جلا العیون, صفحہ نمبر 48, تالیف ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ, متوفی 1111 ہجری۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آسمان دنیا پر چھوڑا ہے اور فرشتے ان کا قصد کیے ہوئے ہیں، پس جبرائیل علیہ السلام ایک لمحے کے لیے بھی نہ ٹھہرے یہاں تک کہ وہ تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے پاس آکر بیٹھ گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام کیا آپ نہیں جانتے کہ معاملہ قریب ہو گیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا خوشخبری سنانا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے خوشخبری سناؤ کہ اللہ تبارک وتعالی کے ہاں میرا کس قدر مرتبہ ومقام ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق آسمان کے دریچے کھول دیئے گئے ہیں اور فرشتے آسمان میں صفیں بنا کر آپ کی روح اقدس کی انتظار کر رہے ہیں اور جنت کے دروازے کھل چکے ہیں اور تمام حورین مزین ہو کر آپ کی پاکیزہ روح کیلئے سراپا انتظار ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الحمد للہ۔[1]

---

[1] - اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب, قراۃ الواعظین ترجمہ درۃ الناصحین, حصہ اول, صفحہ 121, مصنف۔ علامہ عثمان بن حسن احمد الشاکر, مترجم۔ مولانا محمد عبدالاحد قادری, تاریخ طباعت 2004 عیسوی, ناشر ممتاز اکیڈمی, تابع الرضا پرنٹرز۔

رسول خدا ﷺ کا سر اقدس اور علی علیہ السلام کی گود

ہائے وہ گھڑی کتنی قیامت خیز ہوگی جب رحمۃ للعالمین سید المرسلین خاتم النبیین آنحضرت ﷺ جیسی عظیم ہستی کا سایہ اس امت مرحومہ کے سر سے اٹھ رہا ہو گا اور اس ابدی فراق کی وجہ سے بیت نبوت کے کونے کونے سے رونے کی صدائیں آرہی ہونگی اوران درد ناک اور غم زدہ لمحات میں آپ ﷺ کا سر اقدس علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی گود میں دکھائی دے رہا ہے۔

جیسا کہ روایت میں ہے

''اخبرنا محمد بن عمر ،حدثنی عبد الله بن محمد بن عمر بن علی عن ابیه عن علی بن حسین قال قُبض رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ،ورأسه فی حجر علی ابن ابی طالب علیه السلام''۔

ترجمہ:امام علی ابن الحسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کی روح نے ان کے جسد اقدس سے پرواز کی تو اس وقت آپ ﷺ کا سر اقدس علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی گود میں تھا۔[1]

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب, الطبقات الکبیر, جلد نمبر, 2 صفحہ نمبر 230 ,فی مغازی رسول اللہ ﷺ,''ذکر من قال توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حجر علی بن ابی طالب علیہ

اسی چیز کی طرف مولا متقیان علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں اشارہ فرمایا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اقدس میری گود میں تھا۔

''من خطبة اميرالمومنين عليه السلام ولقد علم المستحفظون من أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم، أني لم أرد على الله ولا على رسوله ساعة قط، ولقد واسيته بنفسي في المواطن التي تنكص فيها الابطال، وتتأخر الاقدام، نجدة أكرمني الله بها''.

''ولقد قبض رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وإن رأسه لعلى صدري، ولقد سالت نفسه في كفي، فأمررتها على وجهي. ولقد وليت غسله صلى الله عليه وسلم والملائكة أعواني، فضجت الدار والأفنية: ملاء يهبط، وملأيعرج، وما فارقت سمعي هينمة منهم، يصلون عليه، حتى واريناه في ضريحه، فمن ذا أحق به مني حيا وميتا''۔

ترجمہ: پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اصحاب جو احکام شریعت کے امین ٹھہرائے گئے تھے اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ میں نے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ اور اس

السلام''،تالیف۔ محمد بن سعد بن منیع الزہری متوفی 230 ھ, تحقیق الدکتور علی محمد عمر, ناشر مکتبہ الخانجی بالقاہرۃ, الطبعۃ الاولی 1421 ھ, الشرکتہ الدولیۃ للطباعۃ۔

کے رسول ﷺ کے احکام سے سرتابی نہیں کی، اور میں نے اسی جواں مردی کے بل بوتے پر جس سے اللہ نے مجھے سرفراز کیا ہے پیغمبر اعظم ﷺ کی دل و جان سے مدد ان موقعوں پر کی جن موقعوں پر بہادر جی چرا کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے اور قدم آگے بڑھانے کی بجائے پیچھے ہٹ جاتے تھے، جب رسول خدا ﷺ نے رحلت فرمائی تو ان کا سر اقدس میرے سینے پر تھا اور میرے ہاتھوں میں ان کی روح طیبہ نے مفارقت کی تو میں نے (تبرکا) اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لیا، میں نے آنحضرت ﷺ کے غسل کا فریضہ انجام دیا اس عالم میں کہ ملائکہ میرا ہاتھ بٹا رہے تھے، آپ ﷺ کی رحلت سے گھر اور اس کے اطراف و جوانب نالہ و فریاد سے گونج رہے تھے فرشتوں کا تانتا بندھا ہوا تھا ایک گروہ اترتا تھا اور دوسرا گروہ واپس چلا جاتا تھا وہ آنحضرت ﷺ پر نماز پڑھتے تھے اور ان کی دھیمی آوازیں برابر مجھے سنائی دے رہی تھیں یہاں تک کہ ہم نے آپ ﷺ کو لحد کے سپرد کر دیا، تو اب ان کی زندگی میں اور انکی موت کے بعد مجھ سے زیادہ کون ان کا وارث ہو سکتا ہے؟[1]

خلاصة الكلام

[1] - ترجمہ۔ نہج البلاغہ ,خطبہ 19,صفحہ 552.,مترجم ۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین رحمتہ اللہ علیہ متوفی 1983 عیسوی۔

خلاصۃ الکلام یہ ہوا کہ کتب فریقین کی رو سے ثابت ہے کہ زندگی کے آخری لمحات میں آنحضرت ﷺ کا سر مبارک علی علیہ السلام کی گود میں تھا۔

رسول خدا ﷺ پر یمنی چادر اوڑھائی گئی

''أخبرنا محمد بن عمر حدثني معمر بن راشد عن الزهري عن أبي سلمة بن عبدالرحمن عن عائشة قالت: إن رسول الله حين توفى سجّي ببرد حبرة''۔

ترجمہ: حضرت بی بی عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کی روح پرواز کر گئی تو ان پر یمنی چادر اوڑھا دی گئی۔[1]

رسول خدا ﷺ کی تجہیز و تکفین کا بیان

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں ان سعادت مند ہستیوں کے اسماء پیش کرنا چاہتا ہوں جنہیں آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین کی سعادت نصیب ہوئی۔

''وكان الذي تولى غسله علي بن أبي طالب والعباس والفضل وقثم ابنا العباس وأسامة بن زيد وشقران مولى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فكان العباس وابناه يقلبونه وأسامة بن زيد وشقران يصبان الماء وعلي

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب, طبقات الکبیر, جلد 2, فی مغازی رسول اللہ وسایاہ صفحہ 231, ذکر تسجیۃ رسول اللہ حین توفی بثوب حبرۃ, تالیف۔ محمد بن سعد بن منیع الزہری متوفی 230

يغسله وعليه قميصه وهويقول بأبي أنت وأمي طبت حيا وميتا، ولم يرى منه مايرى من ميت‘‘۔

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے غسل کے اہتمام میں مولا علی علیہ السلام حضرت عباس بن عبد المطلبؓ اور ان کے دونوں فرزند جناب فضلؓ اور جناب قثمؓ، اسامہ بن زیدؓ اور آپ کے آزاد کردہ غلام شقرانؓ شریک تھے۔

حضرت اسامہؓ اور جناب شقرانؓ پانی ڈالتے رہے.

حضرت عباسؓ اور ان کے دونوں فرزند آپ ﷺ کی کروٹ بدلتے رہے۔

مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے غسل دیا جبکہ آپ ﷺ کے بدن مبارک پر قمیص تھی اور مولا علی علیہ السلام قمیص کے اوپر سے ہی آپ ﷺ کے جسد اقدس کو مل رہے تھے اور ساتھ ساتھ فرمارہے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کس قدر آپ پاک و صاف ہیں اور ساتھ ساتھ فرمارہے تھے کہ مرنے کے بعد میت کے جسم سے جو آثار ظاہر ہوا کرتے ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی آپ ﷺ کے جسد اقدس سے دکھائی نہیں دے رہی ۔[1]

[1] - اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب, تاریخ ابی الفداء المسمی المختصر فی اخبار البشر, جلد نمبر 2, صفحہ نمبر 215 ,حالات سن 11 ھجری, تالیف۔ الملک المعید امام عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن علی بن محمود بن عمر بن شہنشاہ بن ایوب المتوفیٰ 732 ھجری,علّق علیہ محمود دیوب,دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ,طبعہ اولی 1997 عیسوی 1417 ھجری۔

پانی کی مقدار اور غسل رسول خدا ﷺ

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو پانی کی کتنی مقدار سے غسل دیا گیا اور وہ پانی کہاں سے حاصل کیا گیا؟

آنحضرت ﷺ نے اپنے وصال مبارک سے چند روز پہلے وصیت فرمائی تھی

(اغسلونی بسبع قرب)

مجھے سات مشکیزہ پانی سے غسل دینا۔[1]

''قال رسول الله لعلی اذا انا مِتُ فاستشق لی ستة قرب من ماء بئر غرس''۔

ترجمہ. آنحضرت ﷺ نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو وصیت کی تھی جب میری رحلت ہو جائے تو غرس نامی کنویں کے سات مشکیزہ پانی سے مجھے غسل دینا۔[2]

(غسل من بئر یقال لها الغرس لسعد خیثمة بقباء وکان یشرب منها)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کو غرس نامی کنویں کے پانی سے غسل دیا گیا جو قباء میں سعد بن خیثمہ کا کنواں تھا جس سے آپ ﷺ پانی پیا کرتے تھے۔[1]

---

[1] - اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب, طبقات الکبیر, جلد نمبر 2, صفحہ نمبر 214, تالیف۔ محمد بن سعد بن منیع الزہری متوفی 230 ھجری

[2] -وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ, جلد 2 , صفحہ 456, کتاب الطہارۃ باب استحباب الماء فی غسل المیت, تالیف۔ الشیخ محمد بن نصر العاملی متوفیٰ 1104 ہجری۔

رسول خدا ﷺ کا وقت غسل

نماز ظہر کے بعد آپ کو غسل دیا گیا اور گھر کے اندر ہی آپ کے جسد اطہر کے اردگرد یمنی چادروں کا پردہ بنایا گیا۔[2]

شیعہ نقطہ نظر سے رسول خدا ﷺ کو تین غسل دیئے گئے

''وباسناده ، عن محمد بن أحمد بن يحيى، عن الحسن بن الحسين اللؤلوي، عن أبي داودالمنشد، عَنْ سَلامة، عن مغيرة مؤذن بني عَدي عن أبي عبد الله قال : غسل علي بن أبي طالب رسولَ الله بدأه بالسدر، والثانية ثلاثة مثاقيل من كافور ومثقال من مسك، ودعابالثالثة بقربة مشدودة الرأس فافاضها عليه، ثم أدرجه''.

ترجمہ: مغیرہ مؤذن بنی عدی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے رسول خدا ﷺ کو غسل دیا اور ابتداء آب سدر سے کی، پھر دوسرا غسل آب کافور سے دیا جس میں تین

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب, طبقات الکبیر, جلد نمبر 2 , صفحہ نمبر 422 , کتاب بحار الانوار, جلد نمبر 22 , صفحہ نمبر 511 , تاریخ نبینا, باب وفاتہ وغسلہ وصلاۃ علیہ ودفنہ, تالیف۔ علامہ باقر مجلسی متوفی 1111 ھجری۔

[2] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب, تاریخ ابن کثیر, جلد نمبر 3, صفحہ نمبر 257

مثقال کافور اور ایک مثقال مشک ڈالا ، پھر تیسرے غسل کے لئے آب خالص کا ایک مشکیزہ طلب کیا جس کا منہ بند تھا جسے آپ ﷺ کے جسد اقدس پر انڈیلا گیا اس کے بعد انہیں کفن پہنایا گیا۔[1]

رسول خدا ﷺ کے حنوط کا بیان

اللہ تعالی نے آنحضرت ﷺ کے حنوط کے لئے جنت سے جناب جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے جنتی کافور بھیجا جس کے ساتھ آپ ﷺ کو حنوط کیا گیا۔

''وروا أن جبريل عليه السلام نزل على رسول الله ﷺ بحنوط، وكان وزنه اربعين درهما''۔

'' فقسمه رسول الله ﷺ ثلاثة اجزاء جزءله وجزء لعلى عليه السلام،وجزء لفاطمة سلام الله عليها''۔

ترجمہ:ایک دفعہ جبرائیل امین علیہ السلام آنحضرت ﷺ پر حنوط (جنت) لے کر نازل ہوئے جس کا وزن 40درھم کے برابر تھا۔

اور آپ ﷺ نے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اپنے لیے رکھا،اور ایک حصہ مولا علی علیہ السلام کے حوالے کیا اور ایک حصہ اپنی اکلوتی بیٹی فاطمۃ زہراء علیہا السلام کو عطا فرمایا۔[1]

---

[1] ۔وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ, جلد2 , صفحہ 434 , کیفیت وغسل المیت وجملۃ من احکامہ, تالیف۔الشیخ محمد بن حسن حر عاملی متوفی1104 ھجری۔

اہلسنت نقطہ نظر سے رسول خدا ﷺ کو تین غسل دیئے گئے

''وفی کلام سبط ابن الجوزی رح)غُسِّل ﷺ فی المرة الاولی بالماء القراح وفی الثانیة بالماء و السدر وفی الثالثة بالماء والکافور''۔

ترجمہ:سبط ابن جوزی کے قول کے مطابق آنحضرت ﷺ کو تین غسل دیے گئے پہلا آب خالص سے،دوسرا آب سدر سے،تیسرا آب کافور سے۔[2]

حنوط کا بیان

امام حسن مجتبٰی علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ کو حنوط لگایا گیا،ہارون بن سعد سے مروی ہے کہ علی علیہ السلام کے پاس مشک (مرکب خوشبو) تھی انہوں نے وصیت کی تھی کہ اس سے مجھے حنوط کیا جائے یہ مشک رسول اللہ ﷺ کے حنوط سے بچی ہوئی ہے۔[3]

---

[1] ۔ حوالہ کتاب بحار الانوار ،جلد نمبر 22 ،صفحہ نمبر 504 ،تاریخ نبینا ،باب وفاته وغسله وصلاة علیه ودفنه.،تالیف۔علامہ محمد باقر مجلسی رحمتوفی 1111ھجری۔

[2] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب،انسان العیون فی سیرة الامین والمامون المعروف سیرت حلبیہ،جلد نمبر 3 ،صفحہ نمبر 394 ،باب یذکر فیہ مدة مرضہ وماوقع فیہ ووفاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،تالیف۔علامہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی متوفی1044ھجری،طبع مصر تاریخ طباعت 1355ہجری۔

[3] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب،طبقات ابن سعد ،حصہ اول ،صفحہ 337 ،مصنف محمد بن سعد متوفیٰ 223ھجری،ترجمہ علامہ عبداللہ العمادی مرحوم،ناشر نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی۔

اور آپ ﷺ کے مواضع سجدہ اور جسم کے تمام جوڑوں پر کافور ملا گیا۔

شیعہ سنی دونوں اسلامی مکاتب فکر اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو تین غسل دیے گئے اور حنوط کیا گیا۔

کیا رسول خدا ﷺ کو غسل دینا واجب تھا؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آنحضرت ﷺ کو بھی غسل میت دیناواجب تھا؟

''عن الحسن بن عبيد قال كتبت إلى الصادق عليه السلام هل اغتسل أمير المؤمنين عليه السلام حين غسل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عند مؤته؟

فأجابه: النبي صلى الله عليه وآله وسلم طاهر مطهر، ولكن أمير المؤمنين فعل وجرت به السنّة''.

ترجمہ: حسین بن عبید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں ایک مکتوب ارسال کیا جس میں یہ استفسار کیا کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کو غسل میت دیا تھا تو کیا خود انہوں نے غسل مس میت کیا تھا یا نہیں؟

توامام صادق علیہ السلام نے جواب ارسال فرمایا کہ آنحضرت ﷺ طاہر اور مطہر تھے لیکن حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے سنت قائم کرنے کے لئے غسل مس میت کیا

تھا۔[1]

امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس جواب سے کشف ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کے پرواز ہونے سے آپ کے جسد اقدس کو کسی قسم کی کوئی نجاست وغیرہ لاحق نہیں ہوئی تھی وہ ویسے ہی طاہر اور مطہر رہے جیسے روح کے پرواز ہونے سے پہلے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو برقرار رکھنے کے لئے انھیں غسل دیا گیا۔

مقام تدفین

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے اس متبرک مقام کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اقدس کو سپرد خاک کیا گیا جیسا کہ روایت میں آیا ہے

"واختلفوا أين يدفن ، فقال بعضهم في البقيع، وقال آخرون في صحن المسجد، فقال أمير المؤمنين إن الله لم يقبض نبيه إلا في أطهر البقاء، فينبغي أن يدفن في البقعة التي قبض فيها، فاتفقت الجماعة على قوله، ودفن في حجرته".

ترجمہ: جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل اور کفن کا عمل مکمل ہو گیا تو مقام دفن کے بارے میں صحابہ کرامؓ کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا بعض نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

---

[1] ۔وسائل الشیعہ فی تحصیل مسائل الشریعۃ، جلد نمبر 2 ، صفحہ نمبر 585 ، باب وجوب الغسل بمس المیت، حدیث نمبر 7 ، تالیف۔ الشیخ محمد بن حسن حر عاملی متوفی 1,104 ھجری۔

جنت البقیع میں دفن کیا جائے اور بعض نے کہا کہ آپ ﷺ کو مسجد میں دفن کیا جائے مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ کے مابین اختلاف کو دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالی اپنے نبی ﷺ کی روح کو زمین کے پاک وپاکیزہ ٹکڑے پر ہی قبض کرتا ہے پس سزاوار ہے کہ آپ ﷺ کو اس جگہ ہی دفن کیا جائے جہاں آپ کی روح پرواز ہوئی ہے پس اس بات پر صحابہ کرامؓ متفق ہوئے اور آپ ﷺ کو اپنے حجرہ مبارک میں دفن کر دیا گیا۔[1]

رسول خدا ﷺ کے کفن کا بیان

کتب فریقین کی رو سے آنحضرت ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جس کا رنگ سفید تھا جیسا کہ روایات میں مذکور ہے۔

روایت نمبر ۱

''الحسن ابن سعید عن زرعة، عن سماعه قال: سألته عمّا یکفن به المیت؟ قال: ثلاثة أثواب وإنما کفن رسول الله صلى الله علیه وآله وسلم في ثلاثة أثواب ثوبین صحاریین و ثوب حبرة والصحاریة تکون بالیمامة''.

[1] ۔بحار الانوار الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الاطہار، جلد نمبر 22 ، صفحہ نمبر 516 ، کتاب تاریخ ونبینا۔

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں سے دو کپڑے یمن کے علاقہ صحارہ کے بنے ہوئے تھے اور ایک سفید یمنی چادر تھی جس میں آپ ﷺ کے جسد اقدس کو لپیٹا گیا۔[1]

روایت نمبر 2

''حدثنا محمد بن خلف العسقلانی ثنا عمرو بن أبي سلمة قال هذا ماسمعت من أبي معيد حفص بن غيلان عن سليمان بن موسى عن نافع عن عبد الله بن عمر قال كُفِّن رسول الله الله عليه وآلہ وسلم في ثلاث رباط بيض سحولية''.

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ تین باریک سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جو یمن کے سحول نامی گاؤں کے بنے ہوئے تھے۔[2]

عطر افشانی

آپ ﷺ کو کفن پہنانے کے بعد عود وغیرہ خوشبوؤں کی دھونی دی گئی۔[3]

---

[1] ۔تہذیب الاحکام، جلد نمبر 1 ، صفحہ نمبر 308 ،کتاب طہارت، تالیف۔ شیخ الطائفہ ابی جعفر محمد بن الحسن ابن علی الطوسی رحمتہ اللہ علیہ متوفیٰ460 ھجری، تعلیق علی اکبر الغفاری، مکتبہ الصدوق.

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ، سنن ابن ماجہ ، جلد نمبر 1 ، صفحہ نمبر 500 ،کتاب الجنائز ، تالیف۔ ابو عبداللہ محمد بن زید قزوینی ایرانی متوفیٰ273 ھجری۔

[3] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، ام السیر سیرت حلبیہ اردو، جلد سوم، صفحہ 517 ، تالیف۔ برہان الدین حلبی شافعی، مترجم۔ مولانا محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند، دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان

رسول خدا ﷺ کی قبر کا بیان

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں روایات میں جس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ذکر ہے۔

''وحفر له أبو طلحة الأنصاري ونزل في قبره علي بن أبي طالب والفضل وقثم أبناء العباس''۔

ترجمہ: حضرت ابو طلحہ انصاریؓ نے آنحضرت ﷺ کی لحد مبارک تیار کی مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام، جناب فضلؓ، جناب قثم اور شقرانؓ نے آپ ﷺ کو قبر میں اتارا۔[1]

رسول خدا ﷺ کی لحد مبارک میں چادر بچھائی گئی

روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا میری لحد میں چادر بچھا دینا کیونکہ مٹی انبیاء علیہم السلام کے جسموں پر اثر انداز نہیں ہوتی اس لیے آپ ﷺ کی لحد مبارک میں سرخ چادر بچھا دی گئی۔[2]

---

[1] ۔ تاریخ الامم والملوک، جلد نمبر 2، صفحہ 452، ذکر واقعات 11 ھجری، تالیف۔ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری متوفیٰ 923 ھجری، مطبعۃ الاستقامۃ بالقاہرہ، تاریخ طباعت 1358 ہجری، بحارالانوار، جلد نمبر 22، صفحہ 516، تالیف۔ علامہ محمد باقر مجلسی رحمتہ اللہ علیہ متوفیٰ 1111 ھجری۔ کتاب تاریخ نبینا، کتاب سیرت معصومین احسن المقال، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 128، مترجم مولانا سید صفدر حسین نجفی رحمتہ اللہ علیہ متوفی 3 دسمبر 1989 عیسوی

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تاریخ ابن کثیر، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 264

رسول خدا ﷺ کے جسد اقدس کو لحد کے سپرد کرنے والی خوش نصیب ہستیاں

میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں ان سعادت مند اور خوش نصیب عظیم ہستیوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے آپ ﷺ کے جسد اقدس کو لحد کے سپرد کیا اور روایت میں ان کے اسماء صراحت کے ساتھ مذکور ہیں۔

''الطبرسي في أعلام الورىٰ نقلا عن كتاب أبان بن عثمان، قال حدثني أبو مريم، عن أبي جعفر عليه السلام في حديث وفاة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، إلى أن قال: فحفر له لحدا، ودخل أمير المؤمنين عليه السلام والعباس والفضل وأسامة بن زيد، ليتولوا دفن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، فنادت الأنصار من وراء البيت: يا علي، إنا نذكرك الله وحقنا اليوم من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أن يذهب، ادخل منا رجلاً يكون لنا حظ من مواراة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال: ليدخل أوس بن خولي رجل من بني عوف بن الخزرج وكان بدريا، فدخل البيت وقال له علي عليه السلام أنزل القبر فنزل، ووضع علي عليه السلام رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على يديه، ثم دلاه في حفرته، ثم قال له: اخرج فخرج، ونزل علي عليه السلام فكشف عن وجهه ووضع خده على الأرض موجها إلى القبلة على يمينه، ثم وضع عليه اللبن وأهال عليه التراب''.

ترجمہ: جب زید بن سہل قبر کھودنے سے فارغ ہوگئے تو امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام، جناب عباس بن عبد المطلبؓ، جناب فضل بن عباسؓ، اور جناب اسامہ بن زیدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جسد اقدس کو لحد کے سپرد کرنے کے لیے قبر میں داخل ہوئے تو انصار کے ایک گروہ گھر کے پیچھے سے آواز دے کر کہنے لگا یا علی علیہ السلام ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتے ہیں ہم میں سے بھی کسی ایک شخص کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کرنے دیجیئے کیونکہ ہم بھی اس امر میں برابر کے شریک ہیں ان کی اس آرزو کے مطابق مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اَوس بن خولی جو بدری صحابی تھے اور قبیلہ خزرج کے چشم و چراغ تھے انہیں قبر میں اترنے کی اجازت دی پھر امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے جسد پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور جناب اوس بن خولی کے سپرد کیا تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اقدس کو قبر میں رکھیں جب اس نے جسد اقدس کو قبر میں رکھ دیا تو پھر امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اوس بن خولی کو قبر سے باہر نکلنے کے لئے کہا پس وہ باہر آگیا مولا امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام خود قبر میں اترے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کو کفن سے باہر نکال کر رخسار مبارک کو قبلہ رخ زمین پر رکھ دیا پھر لحد کی اینٹیں چُن دیں اوپر مٹی ڈال دی۔[1]

---

[1] ۔ مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 329، باب نمبر 21، من ابواب دفن وما یناسبہ

آپ ﷺ کی لحد مبارک 19 خام اینٹوں سے چنی گئی۔[1]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر سرخ سنگریزے بچھائے گئے۔[2]

دفن کے وقت معروف صحابہ کرام

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے ان معروف صحابہ کرامؓ کا نام ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جو تدفین پیغمبر ﷺ کے وقت وہاں موجود تھے۔

حضرت سعید بن مسیب بیان کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تدفین میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت فضلؓ اور رسول خدا ﷺ کے غلام جناب صالحؓ تھے۔[3]

مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا قبر نبی ﷺ پر بین

''قال علی امیر المومنین علی قبر رسول الله ساعة دفن إن صبرا لجمیل إلاّ عنك إنّ الجزء لقبیح إلاّ عنك''.

، تالیف۔ المحدث شیخ حسین نوری طبرسی متوفیٰ 1320 ھجری۔

1 - تاریخ ابن کثیر، جلد نمبر 3، صفحہ 264

2 - جلاء العیون، صفحہ 155، تالیف۔ ملا محمد باقر مجلسی متوفی 1111 ھجری۔

3 - اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تاریخ ابن کثیر، جلد نمبر 3، صفحہ 239

ترجمہ: حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے رسول خدا ﷺ کے دفن کے وقت قبر رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر یہ بین کیا: یارسول اللہ ﷺ صبر کرنا اچھا ہے لیکن آپ کی مصیبت پر صبر کرنا اچھا نہیں اور جزع کرنا قبیح ہے مگر آپ کی جدائی پر نہیں۔[1]

رسول خدا ﷺ کا وقت تدفین

''عن ابی سلمۃ رضی اللہ عنہ قال توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الاثنین حین زاغت الشمس ودفن یوم الثلاثاء تلك الساعۃ''

ترجمہ: جناب ابی سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے بروز پیر زوال آفتاب کے وقت رحلت فرمائی اور انہیں بروز منگل زوال آفتاب کے وقت دفن کیا گیا۔[2]

حالات بعد ازتدفین رسول خدا ﷺ

حضرت انس سے مروی ہے جب رسول خدا ﷺ فوت ہوئے تو مدینہ اس قدر تاریک و تار ہو گیا کہ ایک کو دوسرا نظر نہ آتا تھا اور یہاں تک کہ اپنا ہاتھ

---

[1] ۔ مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 445، تالیف۔ مرزا حسین نوری طبرسی متوفیٰ 1320 ھجری۔

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، امتاع الاسماع بما للنبی من الاحوال والاموال، جلد نمبر 14، صفحہ نمبر 585، تالیف۔ تقی الدین احمد بن علی بن عبدالقادر بن محمد المقریزی متوفی 845 ھجری، تحقیق و تعلیق محمد عبدالحمید النمیسی، الطبعۃ الاولی 1420ھ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان.

دکھائی نہ دیتا تھا ہم آپ ﷺ کے دفن سے ابھی فارغ نہ ہوئے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں میں تغیر اور تبدیلی محسوس کی۔[1]

شیعہ روایت کے مطابق رسول خدا ﷺ کی قبر کی اونچائی

''محمد بن يحيیٰ ، عن سلمة بن الخطاب، عن علي بن سيف، عنْ أبي المغراء، عن عقبة ابن بشير، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم لعلي عليه السلام : يا علِي ادفني في هذا المكان وارفع قبري من الأرض أربع أصابع ورش عليه من الماء''.

ترجمہ: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا آنحضرت ﷺ نے مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اپنے مقام دفن کی تعین کرتے ہوئے وصیت کی تھی کی یا علی علیہ السلام مجھے اسی مقام پر دفن کرنا اور میری قبر سطح زمین سے چار انگلیوں کے برابر بلند کرنا اور اس پر پانی چھڑکنا۔[2]

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تاریخ ابن کثیر، جلد نمبر 3 ، صفحہ نمبر 269

[2] ۔اصول الکافی، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 286 ،ابواب تاریخ باب مولد النبی ووفاتہ، حدیث نمبر 36 ، تالیف۔الشیخ محمد بن یعقوب الکلینی متوفیٰ 329 ھجری ، منشورات الفجر بیروت لبنان۔

اہل سنت روایت کے مطابق رسول خدا ﷺ کی قبر کی اونچائی

''من طریق اسحاق بن عیسی ابن بنت داود بن ابي هند عن غنیم بن بسطام المدینی قال رأیت قبر النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی امارة عمر بن عبد العزیز فرأیته مرتفعا نحو من اربع اصابع''.

ترجمہ: غنیم بن بسطام مدینی سے مروی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کے زمانہ خلافت میں قبر نبی ﷺ کو دیکھا جو سطح زمین سے چار انگلیوں کے برابر بلند تھی۔[1]

شافعی فقہا اور قبر کا سطح دار ہونا

''وقال اکثر الشافعیه ونص علیه الشافعی التسطیح افضل من التسنیم لانه صلی الله علیه وآله وسلم سطح قبر ابراهیم وفعله حجة لا فعل غیره''۔

اکثر شافعی فقہاء اور امام شافعی نے بھی اسی چیز پر حکم لگایا ہے کہ قبر کا سطح دار ہونا کوہان والی قبر سے افضل ہے کیوں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بیٹے جناب ابراہیم علیہ السلام

[1] ۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری، جلد 4 ، صفحہ 357، کتاب الجنائز (قبر النبی ﷺ) حدیث 1392، تالیف۔ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852 ھجری، تحقیق عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، مؤسسة مناهل العرفان مکتبہ غزالی دمشق۔

کی قبر سطح دار بنائی تھی اور آپ ﷺ کا فعل حجت ہے اور آپ کے غیر کا فعل حجت نہیں۔[1]

اس عبارت سے ثابت ہوا ہے کہ سطح دار قبر بنانا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور چونکہ سیرت نبی کریم ﷺ ہمارے لیے عملی نمونہ ہے ہم شیعان حیدر کرار نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے مرحومین کی قبروں کو سطح دار بناتے ہیں نا کہ کوہان والی کوہان دار قبر بنانا تعلیمات نبی کریم ﷺ کی کھلم کھلا مخالفت ہے۔

شیعہ نقطہ نظر سے جنازہ رسول خدا ﷺ کی کیفیت

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں شیعہ کتب کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کے جنازہ کی کیفیت بیان کرنا چاہتا ہوں شیعہ علمائے اعلام نے دو کیفیتیں ذکر کی ہیں۔

(پہلی کیفیت)

اہل بیت اطہار علیہم السلام اور بعض صحابہ کرام رض نے آنحضرت ﷺ کی نماز جنازہ ادا کی جس کا تذکرہ روایت میں کچھ اس طرح سے ذکر ہوا ہے۔

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، ارشاد الساری بشرح صحیح البخاری، جلد نمبر 2 ، صفحہ نمبر 77 ، کتاب الجنائز ، باب ماجاء فی صفة قبر النبی ﷺ ، تالیف۔ ابی العباس شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفیٰ 923 ھجری، طبعہ، السابعہ 1323 ھجری، مطبوعہ مصر۔

''فی کتاب الاحتجاج عن سلیم بن قیس الھلالی عن سلیمان الفارسی رضی الله عنه انه قال اتیت علیا علیه السلام ہو یغسل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وقد کان اوصی أن لا یغسل غیر علی علیه السلام واخبرانه لا یرید ان یقلب منه عضواً الاّ قلب له وقد قال امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیه السلام لرسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من یعیننی علی غسلك یا رسول الله ؟

قال: جبریل فلما غسله وکفنه ادخلنی وادخل اباذررضی الله عنه والمقداد وفاطمه وحسنا وحسینا علیهم السلام فتقدم وصففناخلفه وصلی علیه''۔

ترجمہ:حضرت سلمان محمدیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی خدمت میں حاضر ہوااوروہ آنحضرتؐ کو غسل دے رہے تھے چونکہ آنحضرتؐ کی وصیت تھی کہ مجھے علیؑ کے علاوہ کوئی اور غسل نہ دےاس وقت علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ اس معاملہ میں میری مدد کون کرے گا؟

تو آپؐ نے فرمایا!حضرت جبرائیلؑ تمہاری مدد کریں گےتوحضرت علیؑ جس حصے کے غسل کا ارادہ فرماتے وہ خود بخود تبدیل ہوجاتا جب حضرت علیؑ آنحضرتؐ کو غسل و کفن دے چکے مجھے ، ابوذر ،مقدادؓ اور جناب فاطمۃ الزہراءؑ،امام حسنؑ اورامام حسینؑ کو اندر بلایا اور

آپ علیہ السلام آگے کھڑے ہو گئے ہم نے آپ علیہ السلام کے پیچھے صف بنائی اور آپ علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھی۔[1]

(دوسری کیفیت)

حجرہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تنگ ہونے کے باعث دس دس افراد نے گروہ در گروہ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ ادا کی جس کی تفصیل روایت میں کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے ۔

''محمد بن الحسین ،عن سهل بن زیاد،عن ابن فضال، عن علی بن النعمان ،عن ابي مریم الانصاری ،عن ابي جعفر علیه السلام قال: قلت له :کیف کانت الصلاة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ؟

قال :لما غسّله امیرالمومنین علیه السلام و کفنه سجّاه ثم ادخل علیه عشرة فداروا حوله ثم وقف امیر المومنین علیه السلام فی وسطهم فقال) ان الله وملائکته یصلون علی النبی یا ایها الذین أمنوا صلوا علیه وسلمو تسلیما(فیقول القوم کما یقول حتی صلی علیه اهل المدینه و اهل العوالی''۔

---

[1] - بحار الانوار ،جلد نمبر 21 ،صفحہ نمبر 505 ،باب ذکر وفات نبی ،تالیف۔ شیخ الاسلام علامہ محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی1111 ھجری

ترجمہ:ابو مریم انصاریؓ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ پر نماز جنازہ کیسے پڑھی گئی؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام غسل اور کفن مکمل کر چکے تو دس آدمیوں کو اندر داخل کیا وہ آنحضرت ﷺ کے گرد کھڑے ہوگئے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ان کے وسط میں کھڑے ہو کر سورہ احزاب کی اس آیت کی تلاوت فرمائی ''ان الله وملائكته يصلون على النبى يا ايها الذين أمنوا صلوا عليه وسلموا تسليم''۔

بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ نبی پر درود وسلام بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی درود و سلام بھیجو جس طرح آپ علیہ السلام پڑھتے گئے لوگ بھی اس طرح آپ کے پیچھے پیچھے پڑھتے گئے یہاں تک کہ مدینہ اور مدینہ کے گرد و نواح کے لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی۔[1]

اهل سنت نقطه نظر سے جنازہ رسول ﷺ کی کیفیت

اہل سنت حضرات کے ہاں بھی جنازہ رسول ﷺ کی دو کیفیتیں بیان کی گئی ہیں۔

[1] ۔کتاب اصول الکافی ،جلد نمبر1 ،صفحہ نمبر 286 ،کتاب الحجہ ابواب التاریخ،باب 68 مولد النبی ووفاتہ ،ثقۃ الاسلام الشیخ محمد بن یعقوب الکلینی متوفی329 ھ ،منشورات الفجر بیروت لبنان ،طبعہ اولی 2007عیسوی1428 ھ

کیفیت اوّل

”عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جده أن عليا غسل النبي والعباس يصب الماء وأسامة وشقران يحفظان الباب ،

فلمافرغوا ، قال العباس : محزنة على رسول الله لا أدفن رسول الله في التراب ، ولكن أعدله صندوق واجعله في بيتي ،

فاذا كربي أمر نظرت إليه ، فقال علي للعباس : يا عم ما رأيت رسول الله يدفن أولاده ؟

ثم تلا هذه الآية : و منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة أخرى و ثم تلا: ألم نجعل الأرض كفاتا أحياء وأمواتا ،

فبيناهم كذلك إذ هتف بهم هاتف من ناحية البيت ، وقال : السلام عليكم أهل البيت ، كل نفس ذائقة الموت وإنما يوفى الصابرون أجرهم بغير حساب ، فقال علي للعباس : اصبر يا عم رسول الله ، فقد ترى ما

وعد الله على لسان نبيه ، فقال العباس : يا علي إني سمعت رسول الله ؟يقول : تكون قبور الأنبياء في موضع فرشهم ، قال : فكفنوه في قيصين أحدها أرق من الآخر وصلي عليه العباس وعلي صفا واحدا وكبرعليه العباس خمسا ودفنوه“۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء و اجداد کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود غسل دیا حضرت عباس رض پانی

ڈالتے جا رہے تھے،اسامہؓ اور شقرانؓ دروازے کی حفاظت پر مامور تھے جب غسل دینے سے فارغ ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا رنج کا مقام ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو مٹی میں دفنا دیں ،لہذا میں آپ کے لئے ایک صندوق تیار کراتا ہوں اور اس میں آپ کو لٹا کر صندوق کو اپنے گھر کے کونے میں رکھ لوں گا،پس جب مجھے رنج و غم لاحق ہو گا تو میں آپ کو دیکھ لیا کروں گا حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عباسؓ کو فرمایا اے چچا جان!کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی اولاد کو دفن کرتے نہیں دیکھا ؟

پھر آپ علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی''منھا خلقناکم و فیھا نعیدکم و منھا نخرجکم تارۃ اخری''۔[1]

اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں ہم تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے ہم تم کو دوبارہ نکالیں گے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:''الم نجعل الارض کفاتا احیاء وامواتا''۔[2]

---

[1] ۔سورہ طٰہٰ آیت نمبر55 ۔

[2] ۔سورۃ المرسلات آیت25 ۔

کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں سب کے لیے کفایت کرنے والی قرار نہیں دیا؟

ابھی لوگ اسی طرح کی باتوں میں مصروف تھے کہ گھر کے کونے سے ایک غیبی آواز آئی''السلام علیکم یا اھل البیت﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ﴾۔[1]

ہر جاندار کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور تمہیں تو قیامت کے دن پورا اجر اور ثواب ملے گا(درحقیقت)کامیاب وہ ہے جسے آتش جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا جائے(ورنہ)دنیاوی زندگی تو صرف فریب کا سامان ہے۔

پھر حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اللہ نے اپنے نبی کے ساتھ جو وعدہ کیا ہے وہ تم نے دیکھ لیا ہے۔

پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:یا علی علیہ السلام!میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے انبیاء علیہم السلام کی قبریں ان کے بستروں کی جگہ پہ ہوتی ہیں۔

پھر آپ کو دو قمیصوں میں کفن دیا ایک قمیص دوسری سے کچھ باریک تھی۔

---

[1] ۔سورہ آل عمران آیت نمبر185

اور آپ ﷺ پر علی علیہ السلام اور حضرت عباسؓ نے ایک صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور حضرت عباسؓ نے آپ پر پانچ تکبیریں کہیں اور آپ کو دفن کیا۔[1]

(دوسری کیفیت)

''أخبرنا أبو بكر بن عبد الله بن أبي أويس وخالد بن مَخلد البجلي عن سليمان ابن بلال عن عبد الرحمان بن حرمله انه سمع سعيد ابن مسيب يقول:لما توفي رسول الله وُضع على سريره فكان النّاس يدخلون عليه زمرا زمرا يصلون عليه ويخْرجون ولم يؤمهم أحد''.

ترجمہ: عبدالرحمان بن حرملہ نے سعید بن مسیب سے سنا اس نے کہا کہ جب آنحضرت ﷺ نے وصال فرمایا تو آپ کے جنازہ مبارک کو چارپائی پر رکھا گیا اور لوگ گروہ در گروہ داخل ہوتے آپ ﷺ پر نماز جنازہ پڑھتے اور نکل جاتے اور کسی نے امامت نہیں کروائی۔[2]

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، ترجمہ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، جلد نمبر 7، صفحہ نمبر 259، ذکر کیفیت وفات، کتاب شمائل از قسم الافعال حرف تہجی شین، تالیف۔ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان فوری متوفیٰ 975ہجری، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعہ الخامسہ 1985۔

[2] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، طبقات ابن سعد، جلد 2، صفحہ 251، ذکر الصلاۃ علی رسول اللہ، تالیف۔ محمد بن سعد بن منیع الزہری۔

جنازہ رسول خدا ﷺ میں شیخین کی عدم شمولیت

شیعہ سنی دونوں اسلامی مکاتب فکر کے مابین صدیوں سے یہ بحث معرکۃ الاراءبنی چلی آرہی ہے کہ شیخین جنازہ رسول خدا ﷺ میں شریک ہوئے یا نہیں؟

جب تاریخی حقائق سے پردہ اٹھایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شیخین کرسی خلافت کے حصول کی خاطر جنازہ رسالت مآب ﷺ کو اہل بیت اطہار علیہم السلام کے درمیان چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ کا رخ کر چکے تھے اور ان کے واپس لوٹنے سے پہلے ہی آپ ﷺ کا جسدمبارک سپرد خاک کر دیا گیا تھا۔

اب میں اہل سنت حضرات کی معتبر کتب سے ایسے نا قابل تردید حقائق اپنے محترم قارئین کی پیش نظر کرنا چاہتا ہوں کہ جو جنازہ رسالت مآب ﷺ میں شیخین کی عدم شمولیت پر منہ بولتا ثبوت ہیں۔

مولا علی بن ابی طالب علیہ السلام کی گواہی

مولا امیر المومنین علی بن طالب علیہ السلام نے مہاجرین اور انصار سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا

"فیقول علی کرم اللہ وجہ افکنت أدع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی بیته لم ادفنه، واخرج أنازع الناس سلطانه؟

ترجمہ: علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا اے گروہ مہاجرین اور انصار کیا میں بھی ان لوگوں کی طرح نبی کریم ﷺ کے جسد مبارک کو ان کے گھر میں بغیر تدفین کے چھوڑ کر حصول خلافت کے لئے گھر سے باہر آ کر لڑ نا جھگڑ نا شروع کر دیتا؟[1]

جناب فاطمۃ الزہراءؑ کی گواہی

رسالت مآب ﷺ کی رحلت کے بعد جب شیخین مولا علی ابن ابی طالبؑ سے بیعت لینے کے لیے جناب فاطمہ زہراءؑ کے دروازے پر پہنچے توجناب سیدہؑ نے ان سے مخاطب ہوکر کہا "فوقفت فاطمة علی بابها فقالت لا عهد لی بقوم حضروا أسوأ محضر منکم، ترکتم رسول الله ص ﷺ جنازة بین ایدینا و قطعتم امرکم بینکم، لم تستأمرونا، ولم تردوا لنا حقا"۔

ترجمہ: صدیقۃ الکبریٰ جناب فاطمہ زہراءؑ نے دروازے کے اندر کھڑے ہو کر ان سے مخاطب ہو کر کہا ہمارا تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تم

---

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب،الامامہ والسیاسہ المعروف بتاریخ الخلفاء،جلد نمبر 1 ،صفحہ نمبر 30 ،ذکر بیعت ابو بکر ،تالیف ۔الامام الفقیہ ابی محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ دینوری متوفی276ھ ،

نے ہمارے ساتھ برا سلوک کیا ہے تم لوگوں نے رسول خداﷺ کے جنازے کو ہمارے درمیان چھوڑ دیا اور معاملہ خلافت کا آپس میں بیٹھ کر خود ہی فیصلہ کرلیا اور نہ ہم سے مشورہ کیا نہ ہی ہمیں ہماراحق خلافت دیا۔[1]

سلطان المتکلمین تفتازانی کا اعتراف

علامہ تفتازانی مسئلہ امامت و خلافت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''ولان الامة قد جعلوا اهم المهمات بعد وفاته النبی صلی الله علیه وآله وسلم نصب الامام حتی قدموه علی الدفن''۔

ترجمہ:صحابہ کرام نے بعد از رحلت رسالت مآبﷺ امامت اور خلافت کا انعقاد اس قدر اہم سمجھا کہ اسے تدفین رسول خداﷺ پر بھی مقدم کر دیا۔[2]

---

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب، الامامه والسیاسه المعروف بتاریخ الخلفاء،جلد نمبر 1 ،صفحہ نمبر 30 ،کیف کانت بیعت علی ابن ابی طالب علیہا السلام،تالیف ۔الامام الفقیہ ابی محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبه دینوری متوفی276 ھ ۔

[2] ۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب ،شرح العقائد النسفیہ ،صفحہ نمبر176 ،ذکر افضل البشر بعد الانبیاء ،تالیف الامام علامہ سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی متوفی 791 ھجری ،علق علیہ عبد السلام بن عبد الہادی شنار ،طبع اولی 2007 عیسوی ،دار ابن عبدالہادی ۔

سلطان المتکلمین جرجانی کا اعتراف

علامہ جرجانی مسئلہ امامت وخلافت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''وبکّروا الی سقیفة بنی ساعده ترکوا له اهم الاشیاء وہو دفن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم''۔

ترجمہ :بعد از وصال رسالت مآب ﷺ شیخین اپنی بیعت کا راہ ہموار کرنے کی خاطر بہت ہی جلد سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے یہاں تک کہ تجہیز و تکفین رسالت مآب ﷺ کو بھی ترک کر دیا۔[1]

علامہ وحید الزمان کا اعتراف

ابو بکر اور عمر کا جلدی کرنا خلافت کے لئے اس وجہ سے تھا کہ وہ نہایت ضروری ہو گیا تھا اور دیر کرنے میں ڈر تھا کہ کہیں اور کوئی فتنہ اٹھ نہ کھڑا ہو اور اسی واسطے رسول اللہ ﷺ کے دفن پر بھی اس کو مقدم کیا۔[2]

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب ،شرح المواقف، جلد نمبر 4 ،صفحہ نمبر 346 ،للقاضی عضد الدین عبدالرحمان الایجی شافعی متوفی 756 ہجری ،المحقق سید شریف علی بن محمد الجرجانی متوفی 816 ہجری شیراز ،المرصد الرابع فی الامامة و مباحثها،دارالبصائر طبعة 1429 ہجری

[2] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب، صحیح مسلم شریف مع مختصر شرح نووی، مترجم علامہ وحید الزمان، جلد پنجم، صفحہ نمبر 34 ،ذکر جہاد اور سفر کے مسائل، حدیث نمبر 4588حاشیہ

محدث شاہ ولی اللہ دہلوی کا اعتراف

مسئلہ 2 نصب خلیفہ: مسلمانوں پر قیامت تک کے لئے ایسے خلیفہ کا منتخب اور مقرر کرنا جو خلافت کی تمام شرطوں کا حامل ہو فرض کفائی ہے اس کے لئے چند دلیلیں ہیں۔

پہلی دلیل: یہ ہے کہ صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین سے پہلے خلیفہ کے تعین اور تقرر کی طرف متوجہ ہوئے لہٰذا معلوم ہوا کہ اگر صحابہ کرام کو شریعت کی طرف سے خلیفہ مقرر کرنے کی فرضیت اور اس کے مقرر کرنے میں تاخیر کی ممانعت معلوم نہ ہوتی تو وہ حضرات ہرگز خلیفہ کے تقرر کو آنحضرت ﷺ کے دفن پر مقدم نہ کرتے۔[1]

صحابی رسول ابو ذؤیب هذلی کی گواہی

''وقدمت المدينة ولها ضجيج بالبكاء كضجيج الحجاج إذا أهلوا بالإحرام فقلت: مه. قالوا قبض رسول الله فجئت إلى المسجد فوجدته خاليا فأتيت بيت رسول الله فأصبت بابه مرتجا وقيل هو مسجى وقد خلا به أهله فقلت: أين

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، صفحہ نمبر 30، مقصد اول، تالیف حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1762 عیسوی، ناشر محمد سعید اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب قرآن محل قابل مولوی مسافر خانہ کراچی.

الناس فقيل: في سقيفة بني ساعدة صاروا إلى الأنصاروفجئت إلى السقيفة فأصبت أبا بكر وعمر

وأبا عبيدة بن الجراح ـــــــ ـــــــ ورجع أبو بكر ورجعت معه قال أبو ذؤيب فشهدت الصلاة على محمد وشهدت دفنه''۔

ترجمہ: صحابی رسول حضرت ذؤیبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا تو اہل مدینہ کے گھروں سے رونے کی صدائیں بلند ہو رہیں تھیں جس طرح حالت احرام میں حاجیوں کے رونے کی صدائیں بلند ہوتی ہیں میں نے پوچھا ایسا کیا ہو گیا ہے جس نے تمہیں سوگوار بنا دیا ہے؟

تو مجھے بتایا گیا کہ رسول خدا ﷺ اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرما چکے ہیں تو میں مسجد کی طرف گیا وہ خالی تھی پھر میں بیت الشرف کی طرف بڑھا تو اس کا دروازہ بند تھا اور مجھے بتایا گیا کہ آنحضرت ﷺ کو غسل دیا جا رہا ہے اور گھر کو اہل خانہ سے خالی کرا دیا گیا ہے میں نے پوچھا لوگ کہاں چلے گئے ہیں مجھے بتایا گیا سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے پاس چلے گئے ہیں میں سقیفہ پہنچا اور میں نے وہاں حضرت ابو بکر، عمر، ابو عبیدہ جراح کو پایا ـــــــــــ جب بیعت کا عمل مکمل ہو گیا تو

ابو بکر واپس مدینہ لوٹا تو میں بھی اس کے ساتھ لوٹا ابو زؤیب کہتا میں نے جنازہ اور تدفین رسالت مآب میں شامل ہوا۔[1]

نوٹ

روایت میں لفظ شھدت آیاہے جو کہ واحد متکلم کا صیغہ ہے اگر روایت میں لفظ شھدنا ہوتا تو یہ جمع متکلم کا صیغہ بنتا تب تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ شیخین نے بھی ابو ذؤیب الھذلی کے ساتھ جنازہ اور تدفین رسالت مآب میں شرکت کی تھی جبکہ ایسا ہر گز نہیں.

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابو ذؤیب الھذلی حضرت ابو بکر کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ سے مدینہ منورہ کی طرف لوٹا لیکن اس نے تو رسول خدا ﷺ کے جنازہ اور تدفین میں شامل ہو کر سعادت ابدی حاصل کر لی مگر حضرت ابو بکر کہاں چلے گئے ؟

اس سوال کا جواب محب الدین طبری ان الفاظ میں دیتا ہوا نظر آرہا ہے۔

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، الاستعاب فی معرفۃ الاصحاب، صفحہ۔ 802، حدیث 2922 ، کتاب الکنیٰ، ذکر ابو ذؤیب الھذلی الشاعر، تالیف۔ الحافظ ابی عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر قرطبی نمری المتوفیٰ 463 ھجری، صححہ خرّج احادیثہ عادل مرشد، مرکز جوہر القدس، الطبعہ اولی 1423 ھجری۔

محب طبری کا اعتراف

''فلما فرغ ابوبکر من البیعة رجع الی المسجد فقعد علی المنبر فبایعه الناس حتی أمسی وشغلوا عن دفن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حتی کان آخر اللیل من لیلة الثلاثا''۔

ترجمہ:جب حضرت ابو بکر بیعت سقیفہ سے فارغ ہوئے تو سیدھے مسجد نبوی میں چلے گئے اور منبر پر بیٹھ کر لوگوں سے بیعت لینے لگے اور بیعت لینے میں اس طرح مشغول ہو گئے کہ تدفین رسول خدا ﷺ میں شمولیت اختیار نہ کر سکے یہاں تک کہ منگل کی شام ہو گئی۔[1]

کتب تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیعت دو مقام پر لی گئی پہلی بیعت سقیفہ بنی ساعدہ میں لی گئی جہاں خواص نے حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کی مثلاعمر بن خطاب،ابوعبیدہ جراح،سالم وغیرہ وغیرہ

دوسری عمومی بیعت مسجد نبوی میں لی گئی جہاں اکثر مہاجرین اور انصار نے بیعت کی اس بیعت کا سلسلہ اتنا طویل ہو گیا یہاں تک کہ منگل کا سورج غروب ہو گیا اور

---

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب،ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ،جلد نمبر 1 ،صفحہ نمبر 237 ،ذکر بیعة السقیفة و ماجری فیہا ،تالیف ۔احمد بن عبد اللہ ابو العباس المعروف ابو جعفر محب طبری متوفی694 ھجری،دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

شب بدھ کی ابتدا ہو گی جس کی وجہ سے شیخین جنازہ رسول خدا ﷺ میں شامل نہ ہو سکے۔

جبکہ کتب فریقین کی روشنی سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بروز منگل زوال آفتاب کے بعد دفن کر دیا گیا۔

ابن کثیر کہتے ہیں کہ بروز منگل بعد از زوال آنحضرت ﷺ کو لحد کے سپرد کر دیا گیا۔[1]

شبہ اور اس کا ازالہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جیسے ہی شیخین سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے اور مہاجرین و انصار نے حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کو ولی امر المسلمین تسلیم کر لیا اور انہوں نے فوراواپس آکر تجہیز و تکفین رسالت مآب ﷺ میں شمولیت اختیار کر لی۔

ایسا ہر گز نہیں یہ محض خواب خیالی ہے جس کا حقیقت کے ساتھ دور تک کا بھی کوئی تعلق نہیں

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر، تاریخ ابن کثیر، جلد نمبر 3 ، صفحہ نمبر 265۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین اور انصار کے درمیان مسئلہ خلافت میں اس قدر نزاع تلخ کلامی اور اختلاف پیدا ہو گیا قریب تھا کہ تلواریں نیام سے نکل جاتیں اسی چیز کی طرف حضرت عمر کا یہ قول اشارہ کر رہا ہے!

''قال ابو حاتم رضی اللہ عنہ قول عمر ان بیعۃ ابي بکر کانت فلتۃ ولکن اللہ وقی شرھا''. ترجمہ: حضرت ابو حاتمؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے کہا بے شک حضرت ابو بکر کی بیعت اچانک واقع ہوئی (لڑائی جھگڑے کا خوف تھا) لیکن اللہ تعالی نے اس کے شر سے محفوظ رکھا۔[1]

علامہ حلبی حالت سقیفہ کی منظر کشی کرتے ہوئے سبط ابن جوزی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ لوگوں نے حضرت سعد بن عبادہؓ کو خلیفہ بنانے سے انکار کر دیا؛ بھیڑ (ھجوم) میں قریب تھا کہ حضرت سعدؓ کو کچل دیں ان کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ پکار اٹھے حضرت سعدؓ سے بچ کر چلو.

حضرت عمر نے کہا سعدؓ کو قتل کر دو اللہ اسے ہلاک کرے سعد نے جواب میں کہا خدا کی قسم ہر گز نہیں یہاں تک کہ میں تم پر اپنے ترکش کا آخری تیر بھی چلا دوں

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ،الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ،تالیف الامیر الدین علی بن بلبان الفارسی متوفیٰ 739 ہجری ،جلد نمبر 2 ،صفحہ 198 ،حدیث نمبر 414،کتاب البر ولاحسان باب حق الوالدین ،حققہ وخرج احادیثہ وعلق علیہ شعیب ارنؤوط موسسۃ الرسالۃ۔

اور تمہارے خون سے اپنے نیزے کی نوک رنگ دوں اور جب تک میرے ہاتھوں میں دم ہے تب تک تم پر تلوار چلاتا رہوں خدا کی قسم مگر تمام جنات اور انسان بھی تمہارے ساتھ ہو جائیں تب بھی تمہاری بیعت نہیں کروں گا۔

حضرت عمر کی یہ گفتگو سن کر سعدؓ کے بیٹے قیس نے حضرت عمر کی داڑھی پکڑ لی اور کہا خدا کی قسم اگر تم نے ان کا بال بھی بیکا کیا تو یہاں سے صحیح سلامت نہیں لوٹو گے اس وقت حضرت ابو بکر نے کہا دھیمے رہو عمر ٹھنڈے رہو ٹھنڈے رہو یہ جگہ اس کے لئے مناسب نہیں اس پر حضرت سعدؓ نے کہا خدا کی قسم اگر مجھ میں اٹھنے کی طاقت ہوتی تو تجھے ایسے لوگوں میں پہنچا دیتا جن کے درمیان تو سردار کے بجائے غلام ہوتا۔[1]

قابل غور بات

جہاں ایسے بھیانک اور خطرناک حالات پیدا ہو چکے ہوں تو وہاں ایسی صورت حال میں کیا اس بات کا تصور کیا جاسکتا ہے کہ شیخین نے جلد ہی مہاجرین

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، ام السیر سیرت حلبیہ اردو، جلد نمبر 6، حصہ سوم، صفحہ 524، مترجم اردو مولانا محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند زیر سرپرستی حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب طباعت 2009 مئ، دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان۔

اور انصار سے بیعت کا عمل مکمل کر کے جنازہ رسالت مآب ﷺ میں شرکت کی ہو گی؟جب کہ تاریخ اس دعوے کو جھوٹا قرار دے رہی ہے فتدبر ایها القاری.

تنازع خلافت کے بارےابوالفدا اسمعیل کا بیان

''وانثال الناس يبايعون خلا جماعة من بني هاشم،والزبير، وعتبة بن أبي لهب، وخالد بن سعيد بن العاص، والمقداد، وسلمان الفارسي، وأبا ذر،وعمار بن ياسر، والبراء بن عازب، وأبي بن كعب، ومالوا مع علي ابن أبي طالب عليه السلام. وكذلك تخلف عن بيعة أبي بكر أبو سفيان من بني أمية ثم أن أبا بكر بعث عمر بن الخطاب إلى علي ومن معه اليخرجهم من بيت فاطمة الزهراء فقال: إن أبوا عليك فقاتلهم، فأقبل عمر بشيء من نار على أن يضرم الدار فلقيته فاطمة وقالت: إلى أين يا بن الخطاب أجئت لتحرق دارنا؟ قال نعم''۔

ترجمہ:اکثر لوگ ابو بکر کی بیعت کر رہے تھے سوائے جماعت بنی ہاشم،زبیر بن العوام،عتبہ بن ابی لہب،خالد بن سعید بن عاص،مقدادؓ،سلمان فارسیؓ،ابوذرؓ،عمار یاسرؓ،براء بن عازب،ابی بن کعب وغیرہ کے اور یہ لوگ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے طرفدار تھے اسی طرح خاندان بنی امیہ میں سے ابوسفیان نے بھی بیعت کرنے سے انکار کر دیا پھر ابو بکر نے عمر بن خطاب کو علی علیہ السلام کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان اور ان کے ساتھیوں کو جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کے گھر سے نکال

دے اور حکم دیا اگر وہ نکلنے سے انکار کر دیں تو ان سے جنگ کرنا پس عمر آگ کی چوب لے کر گھر جلانے کے لئے آیا اور جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام آگے بڑھیں اور پوچھا یا بن خطاب تو کیا کرنے آیا ہے کیا تو ہمارا گھر جلانے آیا ہے؟

عمر نے کہا ہاں میں گھر جلانے کے لئے آیا ہوں۔[1]

علی و بتول علیہما السلام کے گھر کی قدرو منزلت

''وأخرج ابن مردويه عن أنس بن مالك وبريدة قال : قرأ رسول الله هذه الآية في بيوت أذن الله أن ترفع فقام اليه رجل فقال : أي بيوت هذه يا رسول الله ؟

قال: بيوت الأنبياء. فقام إليه أبو بكر فقال : يا رسول الله هذا البيت منها ؟البيت علي وفاطمة قال : نعم من أفاضلها''۔

ترجمہ: ابن مردویہ نے انس بن مالک اور بریدہ سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت(في بيوت أذن الله أن ترفع) نازل ہونے کے

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تاریخ ابو الفداء المسمی المختصر فی اخبار البشر، جلد 1، صفحہ 219، واقعات 11 ھجری، ذکر اخبار ابی بکر و خلافتہ رضی اللہ عنہ د، تالیف۔ امام عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن علی بن محمود بن عمر بن ایوب متوفی 732 ہجری، علق علیہ و وضع حواشیہ محمود دیوب، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، الطبعہ الاولی، تاریخ طباعت 1997 عیسوی۔

بعد اسے مسجد نبوی میں تلاوت فرمایا اور ایک صحابی کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ وہ کن کے گھر ہیں جن کی اتنی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے گھر ہیں پھر حضرت ابو بکر کھڑے ہوئے اور علی و بتول علیہما السلام کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھنے لگا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ گھر ان کے گھروں میں سے ہے جن گھروں کی بلندی کا اعتراف کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے ؟

رسول خدا ﷺ نے فرمایا! جی ہاں یہ گھر ان گھروں میں سب سے افضل ہے۔[1]

افسوس جس گھر کی اتنی عظمت اور بزرگی بیان کی گئی ہے اسی گھر کو بعد از رحلت رسالت مآب ﷺ امت جلانے کے لئے آگئی "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

ابن حجر مکی کا اعتراف

"اعلم ایضا أن الصحابه رضوان الله علیهم اجمعوا علی أن نصب الامام انقراض زمن النبوة واجب بل جعلوه أهم الواجبات حیث اشتغلوا به عن دفن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم"۔

---

1 ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تفسیر الدر المنثور فی التفسیر المأثور، جلد نمبر 6 ، صفحہ 203 ، تفسیر سورہ نور آیت نمبر 36 ، تالیف۔للامام عبد الرحمان بن کمال جلال الدین سیوطی متوفی 911 ھجری، دار الفکر للطباعت نشر والتوزیع

ترجمہ: جان لو کہ صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے کہ زمانہ نبوت کے فورا بعد امام کا نصب کرنا واجب ہے بلکہ انہوں نے اس واجب کو اس قدر اہم قرار دیا کہ وہ تدفین رسول ﷺ کو چھوڑ کر نصب امام میں مشغول ہو گئے ۔[1]

قابل غور بات

علامہ ابن حجر ھیتمی مکی،علامہ تفتازانی ،علامہ جرجانی، علامہ محب طبری محدث دہلوی وغیرہ ان اکابرین علمائے اہل سنت کے کلام سے واضح ہو جاتا ہے کہ تدفین پیغمبر اعظم ﷺ کے موقع پر شیخین کرسی خلافت کے حصول کے لیے سقیفہ بنی ساعدہ میں مصروف عمل تھے اور انعقاد خلافت کو تدفین پیغمبر ﷺ پر مقدم کیا۔

حضرت ابوبکر کی تدفین و تکفین رسالت مآب ﷺ سے لاعلمی

''عن عائشه دخلت علی ابي بكر فقال كم كفنتم النبی صلی الله علیه وآله وسلم ،قالت فی ثلاثة اثواب بیض سحولية ليس فيها قميص ولا عمامة وقال لها فی ایّ یوم توفی رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قالت یوم الاثنین''۔

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب ،کتاب صواعق المحرقہ ،صفحہ نمبر 7 ،المقدمۃ الثانیۃ،تالیف۔المحدث احمد بن حجر ھیتمی مکی ،متوفیٰ 975 ہجری۔

ترجمہ:ام المومنین بی بی عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن میں اپنے والد حضرت ابوبکر کے پاس حاضر ہوئی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا ؟

تو میں نے جواب دیا تین سفید سہولی کپڑوں میں اورآپ ﷺ کے کفن میں قمیص اور عمامہ شامل نہیں تھا اور ابوبکر نے پوچھا آپ ﷺ کی وفات کس دن ہوئی تو بی بی عائشہ نے جواب دیا پیر کے دن۔[1]

ابن حجر عسقلانی کا اعتراف

قولہ فی کم کفنتم النبی کی شرح کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

''ویحتمل ان یکون السوال عن قدر الکفن علی حقیقته لانه لم یحضر ذلك لاشتغاله بامر البیعة''۔

حضرت ابوبکر نے اپنی دختر ام المومنین بی بی عائشہؓ سے مقدار کفن اور یوم وفات پیغمبر ﷺ کے متعلق جو سوال کیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب، صحیح البخاری ،جلد نمبر 1 ،صفحہ نمبر 555 ،پارہ نمبر 6 کتاب الجنائز ،باب موت یوم الاثنین ،حدیث نمبر130 ،تالیف ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری فارسی ۔

حضرت ابو بکر بیعت کی مصروفیت کی بنا پر تدفین رسالت مآب ﷺ میں شامل نہ تھے۔[1]

شبلی نعمانی کا اعتراف

شبلی نعمانی لکھتے ہیں تعجب پر تعجب یہ ہے کہ یہ فعل ان لوگوں(حضرت ابو بکر اور عمر)سے سرزد ہوا جو آسمان اسلام کے مہروماہ تسلیم کیے جاتے ہیں اس فعل کی ناگواری اس وقت اور زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگوں کا آنحضرت ﷺ سے فطری تعلق تھا یعنی حضرت علیؑ و خاندان بنی ہاشم ان پر فطری تعلق کا پورا پورا اثر ہوا اور اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے درد و غم اور تجہیز و تکفین سے ان باتوں کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہ ملی ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ کتبِ احادیث و سیر سے بظاہر اسی قسم کا خیال پیدا ہوتا ہے لیکن درحقیقت ایسا نہیں۔

---

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب،فتح الباری شرح صحیح البخاری ،جلد نمبر 3 ،صفحہ نمبر 253 ،کتاب الجنائز پارہ نمبر 6 ،موت یوم الاثنین، تالیف الامام حافظ محمد بن علی بن حجر العسقلانی ،تحقیق محمد فواد عبد الباقی مؤسسہ مناہل العرفان بیروت مکتبہ غزالی دمشق

یہ سچ ہے کہ حضرت عمر و ابوبکر وغیرہ آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ کو چلے گئے یہ بھی سچ ہے کہ انہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ کر خلافت کے باب میں انصار سے معرکہ آرائی کی۔

اور اس طرح ان کوششوں میں مصروف رہے گویا ان پر کوئی حادثہ پیش ہی نہیں آیا تھا یہ بھی سچ ہے کہ انہوں نے اپنی خلافت کو نہ صرف انصار بلکہ بنو ہاشم اور حضرت علیؑ سے بزور منوانا چاہا گویابنو ہاشم نے آسانی سے ان کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا۔[1]

حضرت عمرکااعتراف

''وانّہُ قد کان مِن خبرنا حین توفی الله نَبِیّهُ الاّ اَنّ الانصار خالفونا واجتمع باسرھم فی سقیفة بنی ساعدہ خالف عنّاعلیا والزبیر ومن معھما''۔

ترجمہ:حضرت عمر بن خطاب بیان کرتے ہیں ہماری خلافت کی کارکردگی کچھ اس طرح سے تھی کہ جب اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد مصطفی ﷺ کووفات

[1] - اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب،الفاروق ،صفحہ نمبر 80 ،تالیف۔ شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی وفات 18نومبر 1914 عیسوی اتر پردیش انڈیا ،ذکر سقیفہ بنی ساعدہ حضرت ابوبکر کی خلافت ،ناشر مکتبہ القریش چوک اردو بازار لاہور نمبر 2 ،تاریخ طباعت 1997 عیسوی

دی تو انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ سب سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوگئے علی علیہ السلام، زبیر اور ان کے ساتھیوں نے ہماری مخالفت کی۔[1]

گویاحضرت عمر بتا رہے ہیں کہ ہم لوگ تدفین پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کی بجائے حصول خلافت کے لئے سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے علی علیہ السلام زبیر اور ان کے ساتھیوں نے ہماری مخالفت کی ۔

برہان الدین حلبی مزید اس اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''تخلّف علی والزبیرومن کان معہما من المہاجرین کالعباس وطلحہ بن عبید اللہ والمقداد وجمع بنی ہاشم فی بیت فاطمۃ''۔

ترجمہ: علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور زبیر بن عوام اور مہاجرین میں سے ان دونوں کے حامیوں نے مخالفت کی جیسے حضرت عباسؓ طلحہ بن عبید اللہ اور جناب مقدادؓ نے اور بنی ہاشم جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے بیت الشرف میں جمع ہوگئے۔[2]

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، صحیح البخاری، جلد نمبر 7 ، صفحہ نمبر584 ، کتاب المحاربین بین اھل الکفر والردۃ ، پارہ نمبر28 ، باب نمبر 941 ، رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت، تالیف۔ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری فارسی متوفی 256 ہجری ثمرقند

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، انسان العیون فی سیرہ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ، جلد نمبر3 ، صفحہ نمبر394 ، تالیف برہان الدین حلبی شافعی متوفیٰ1044 ھجری۔

حضرت عروہ بن زبیر کی گواہی

''حدثنا ابن نمیر عن هشام بن عروہ عن ابیه انَّ ابا بکر وعمر لم یشهدا دفن النبی صلی الله علیه وآله وسلم وکانا فی الانصار فدُفن قبل ان یرجعا''۔

ترجمہ:حضرت عروہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر آنحضرت ﷺ کی تدفین کے موقع پر موجود نہ تھے بلکہ وہ انصار کے پاس تھے چنانچہ ان کے آنے سے پہلے آنحضرت ﷺ کی تدفین کردی گئی تھی۔[1]

---

[1] ۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب،کتاب المصنف فی الاحادیث والآثار ،جلد نمبر 5 ،صفحہ نمبر 572 ،حدیث5 ،کتاب المغازی ماجاءفی خلافت ابی بکر ،تالیف۔حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان بن ابی بکر بن ابی شیبہ کوفی عبسی متوفیٰ 235 ھجری،دار الفکر بیروت لبنان طبع ثانیہ 1994 عیسوی،حوالہ نمبر 2 ، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، جلد نمبر5 ،صفحہ 652 ،حدیث 14139،تالیف۔ علامہ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین متوفی 975 ہجری ،کتاب خلافت مع الامارت کا بیان ،ذکر خلافت ابی بکر ،مؤسسۃ الرسالہ ،حوالہ نمبر 3 اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب،جامع الاحادیث الجامع الصغیر ،والزوائدوالجامع الکبیر ،صفحہ نمبر 267 ،حدیث نمبر 1035 ،تالیف۔حافظ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی متوفیٰ911 ھجری ،جمع و ترتیب عباس احمد صقر احمد عبدالجواد ،اشراف مکتبہ مکتب البحوث و دراسات فی دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع ،حوالہ نمبر 4 اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب،مسند الامام احمد بن حنبل،وبھامشہ منتخب کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال،جلد نمبر2 ،صفحہ نمبر174

اب ہم اس روایت کے سلسلہ رواۃ پر نظر کرتے ہیں کہ آیا یہ روایت سند کے لحاظ سے صحیح ہے یا نہیں؟

اس حدیث کے سلسلہ رواۃ میں پہلے راوی عبداللہ بن نمیر ہمدانی خارفی ابو ہشام کوفی ہیں جس کے متعلق ابن حجر لکھتے ہیں ''وقال ابو حاتم کان مستقیم الامر''

''وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال العجلی صالح الحدیث،وقال ابن سعد کان ثقۃ کثیر الحدیث صدوق''۔

ابو حاتم نے اسے نہایت ہی ثقہ قرار دیا ہے ،اور ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے، عجلی نے اسے صالح الحدیث کہا ہے،ابن سعد نے اسے ثقہ و کثیر الحدیث یعنی زیادہ حدیثیں بیان کرنے والا اور صدوق کہا ہے۔[1]

اس روایت کے دوسرے راوی ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام اسدی ہیں جس کی وثاقت بیان کرتے ہوئے ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تہذیب التہذیب ،جلد نمبر 6 ،صفحہ نمبر 57 ،حرف تہجی العین ذکر عبداللہ ، تالیف۔ محمد بن احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852 ھ،مطبوعہ حیدرآباد ،تاریخ طباعت 1326 ھ،مطبعۃ دائرۃ المعارف۔

''وقال ابو حاتم ثقة امام فی الحدیث ،وقال یعقوب بن شیبه ثقة، وذکره ابن حبان فی الثقات ،وقال ابن شاهین فی الثقات''۔

ترجمہ:ابو حاتم نے اسے ثقہ اور امام الحدیث کہا ہے۔

یعقوب بن شیبہ نے بھی اسے ثقہ کہا ہے۔

اور ابن حبان نےاس کا تذکرہ ثقات میں کیا ہے۔

اور ابن شاہین نے اسے ثقات میں سے قرار دیا ہے۔[1]

اس روایت کے تیسرے راوی

'' عروہ بن زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی الاسدی وامه اسماء بنت ابی بکر و خالته عائشه وذکره ابن سعد فی طبقة ثانیه من اهل المدینه وقال کان ثقة کثیر الحدیث فقیها عالما و قال العجلی مدنی تابعی ثقة وکان رجل صالحا۔

ترجمہ: عروہ بن زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی الاسدی اس کی والدہ اسماء بنت ابو بکر ہیں اور اس کی خالہ عائشہ بنت ابو بکرہیں۔

---

[1] - اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب ، تہذیب التہذیب ،جلد نمبر 11 ،صفحہ نمبر 51 ،حرف تہجی الھاءذکر ھشام ، تالیف۔ محمد بن احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852 ھ،مطبوعہ حیدرآباد ،تاریخ طباعت 1326ھ،مطبعة دائرة المعارف۔

اور ابن سعد نے اسے اہل مدینہ کے فقہاکے دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے اور اسے ثقہ اور کثیر الحدیث بیان کرنے والا کہا ہے،اورعجلی مدنی نے اسے تابعی، ثقہ اور صالح انسان کہا ہے۔[1]

محترم قارئین کرام! جیساکہ آپ نے اوپر ملاحظہ فرما لیا ہے کہ اس روایت کے تمام راوی علمائے رجال اہل سنت کے نزدیک ثقہ پختہ اور محفوظ ہیں ۔ لہذا یہ روایت سند کے لحاظ سے انتہائی قوی اور پختہ ہے کسی خاص اغراض و مقاصد کے حصول کی خاطر اس جیسی صحیح السند روایت کو پس پشت ڈالتے ہوئے کسی ضعیف روایت کا سہارا لے کر شیخین کی جنازہ رسالت مآب ﷺ میں شمولیت ثابت کرنا بہت بڑی علمی خیانت شمار ہوگی ،جبکہ حضرت ابو بکر کے نواسے جناب عروہ بن زبیر بتا رہے ہیں کہ میرے نانا جان جنازہ رسالت مآبﷺ میں شریک نہیں ہوئے ان کے سقیفہ بنی ساعدہ سے لوٹنے سے پہلے ہی آنحضرت ﷺ کو سپرد خاک کر دیا گیا تھا۔

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ،تہذیب التہذیب ،جلد نمبر 7 ،صفحہ نمبر 180 ،حرف تہجی العین،ذکر عروہ ، تالیف۔ محمد بن احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852 ھ،مطبوعہ حیدرآباد ،تاریخ طباعت 1326 ھ،مطبعۃ دائرۃ المعارف۔

سقیفه کا تعارف

سقیفه بفتحِ الاول صحیح است ـــــــوحقیقتش این است که سقیفه ایوانی بود پنهان که عرب برائ مشوره های باطل در آن جمع میشوند ومجازا مشوره وسخن بهوده را گویند۔

ترجمہ:سقیفہ سین کے فتحہ کے ساتھ صحیح لفظ ہے اور یہ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ سقیفہ ایک خفیہ ایوان تھا جہاں پر عرب کے گھٹیا اور پست قسم کے لوگ اکٹھے ہو کر باطل کاموں کیلیے مشورہ کیا کرتے تھے اور مجازا سقیفہ بیہودہ گفتگو کو کہا جاتا ہے۔[1]

کتب شیعہ اور شیخین کی جنازہ رسالت مآب ﷺ میں عدم شمولیت

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں مذہب شیعہ خیر البریہ کی چند کتب سے حوالہ جات پیش کرنا چاہتا ہوں جن میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ شیخین حصول خلافت کی خاطر جنازہ رسالت مآب ﷺ کو اہل بیت اطہار علیہم السلام کے درمیان

[1] ۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب ،غیاث اللغات ،جلد نمبر 1 ،صفحہ نمبر 1 ،تالیف۔غیاث الدین محمد جلال الدین شرف الدین رامپوری متوفی 874 ھجری،حوالہ نمبر 2،غیاث اللغات برحاشیہ منتخب اللغات ،صفحہ 270،مطبوعہ رازقی پریس طبع قدیم۔

چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے تھے اور ان کے واپس آنے سے پہلے ہی جسد رسول خدا ﷺ کو لحد کے سپرد کر دیا گیا تھا۔

منتہی الآمال کتاب کی عبارت

''ولم يحضر دُفن رسول الله ﷺ أكثر الناس لما جرى بين المهاجرين والأنصار من التشاجر في أمر الخلافة''۔

ترجمہ: مہاجرین اور انصار کی اکثریت نے امر خلافت میں نزاع اور جھگڑے کی وجہ سے آپ ﷺ کی نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت نہیں کی۔[1]

کتاب الارشاد کی عبارت

''وقد جاءت الرواية : أنه لما تمَّ لأبي بكر ماتَمّ وبايعه من بايع جاء رجل إلى أمير المؤمنين عليه السلام وهو يسوي قبر رسول الله صلى الله عليه وآله بمسحاة في يده فقال له: إن القوم قد بايعوا أبابكر، ووقعت الخذلة في الأنصار لاختلافهم، وبدر الطلقاء بالعقد للرجل خوفا من إدراككم الأمر. فوضع طرف المسحاة في الأرض ويده عليها''

ثم قال: بسم الله الرحمن الرحيم ألم أحسب الناس أن يتركوا أن يقولوا آمنا وهم لا يفتون به ولقد فتنا الذين من قبلهم فليعلمن الله الذين صدقوا

---

[1] ۔ منتہی الآمال فی تواریخ النبی والآل، صفحہ 149 ، جلد 1 ، تالیف۔ الشیخ عباس القمی، مطبوعات دار العلوم بیروت لبنان، تاریخ طباعت الطبعہ اولی 2005 عیسوی۔

وليعلمن الكاذبين أم حسب الذين يعملون السيأت ان يسقر ناساء ما يحكمون''۔

ترجمہ: روایت میں آیا ہے جب ابو بکر کی بیعت کا عمل مکمل ہو گیا تو ایک شخص امیر کائنات علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں آیا اس وقت آپ علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک بیلچہ سے درست کر رہے تھے جو آپ کے ہاتھ میں تھا وہ کہنے لگا کہ لوگوں نے ابو بکر کی بیعت کر لی ہے اور انصار کی ان کے اختلاف کی وجہ سے رسوائی ہوئی ہے طلقاء نے جلدی سے اس شخص کے لئے خلافت کی گرہ باندھ لی ہے اس خوف سے کہ کہیں آپ حضرات خلافت حاصل نہ کر لیں تو آپ نے بیلچے کا ایک کنارہ زمین پر رکھا جبکہ آپ کا دوسرا ہاتھ اس کے اوپر تھا پھر فرمایا کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں چھوڑ دیا جائے گا اسی بنا پر کہ وہ کہیں ہم پر ایمان لے آئے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی بے شک ہم نے ان لوگوں کو آزمایا ہے جو ان سے پہلے تھے بس البتہ خدا ان کو جانتا ہے جنہوں نے سچ کہا اور انہیں بھی جانتا ہے کہ جنہوں نے جھوٹ بولا کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں وہ ہم سے سبقت کر جائیں گے وہ برا حکم لگاتے ہیں۔ [1]

کتاب الاحتجاج کی عبارت

---

[1] -الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، جلد 1 ، صفحہ 189 ، تالیف۔ الشیخ مفید محمد بن محمد بن نعمان بغدادی، متوفی 413 ہجری

''قال: وبايع الناس أبا بكر، من الأنصار ومن حضر من غيرهم، و علي بن أبي طالب مشغول بجهاز رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم فلما فرغ من ذلك وصلىٰ على النبى صلى الله عليه وآله وسلم''۔

ترجمہ: مروی ہے کہ انصار اور انصار کے علاوہ کچھ اور لوگ حضرت ابو بکر کی بیعت کر رہے تھے اور علی بن ابی طالب علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے جب آپ علیہ السلام تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھی۔[1]

بحار الانوار کی عبارت

''حتی صلی علیه الأقرباء و الخواص و لم يحضر أهل السقيفة''۔

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کے قریبی رشتہ داروں اور خاص اصحاب نے نماز جنازہ پڑھی اور اہل سقیفہ (ابو بکر عمر ابو عبیدہ جراح۔۔۔) نماز جنازہ میں حاضر نہ تھے۔[2]

---

[1] ۔الاحتجاج، جلد 1 ، صفحہ 181 ، ذکر ماجرىٰ فی السقیفۃ، تالیف۔علامہ الخبیر ابی منصور احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی، من علماء القرن السادس، باشراف۔علامہ شیخ جعفر السبحانی، ناشر دار السلام الاسوۃ، تاریخ طباعت 1435ھجری۔

[2] ۔بحار الانوار الجامعۃ للدرر اخبار الائمۃ الاطہار، جلد 22 ، صفحہ 425 ، باب وفاتہ وغسلہ وصلاۃ علیہ، تالیف۔فخر الأئمۃ الشیخ محمد باقر مجلسی قدس اللہ سرہ متوفی 1111ھجری ، ناشر داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

شیخین کی جنازہ رسالت مآب ﷺ میں شمولیت اور روایات ضعیفہ

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں وہ روایات پیش کرنا چاہتا ہوں جن کے ساتھ تمسک کرتے ہوئے شیخین کی جنازہ رسالت مآب ﷺ میں شمولیت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے۔

پہلی روایت

''أخبرنا محمّد بن عمر واقدی ، أخبرنا إبراهيم بن إسماعيل بن أبي حبيبة عن داود بن الحصين عن عكرمة عن ابن عباس قال : لما فُرغ من جهاز رسول الله عليه وآله وسلم يوم الثلاثاء وُضع على سرير في بيته ، وكان المسلمون قد اختلفوا في دفنه فقال قائل :أدفنوه في مسجده ، وقال قائل : ادفنوه مع أصحابه بالبقيع . قال أبو بكر : سمعتُ رسول الله عليه وآله وسلم يقول : ما مات نبی إلاّ دُفن حيث يُقبض : فرفع فراش النبي ،الذی توفي عليه ثمّ حُفر له تحته''۔

ترجمہ: جناب ابن عباسؓ سے مروی ہے بروز منگل جب آنحضرت ﷺ کے غسل اور کفن کا عمل مکمل ہو گیا تو آپ ﷺ کو اپنے بیت الشرف میں چارپائی پر لٹا دیا گیا اور مسلمانوں نے آپ ﷺ کے مقام دفن کے بارے میں اختلاف کیا کسی نے کہا

آپ ﷺ کو مسجد میں دفن کیا جائے اور کسی نے کہا آپ ﷺ کو اپنے اصحاب کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔

اور اس اختلاف کو دیکھ کر حضرت ابو بکر نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس مقام پر نبی کی روح قبض ہوتی ہے وہاں ہی اسے دفن کیا جاتا ہے پس اس جگہ سے آپ کا بستر مبارک اٹھایا گیا جہاں آپ ﷺ کی روح پرواز ہوئی تھی اور وہاں آپ کی لحد مبارک تیار کی گئی۔[1]

جواب

سب سے پہلے یہ دیکھنا ہو گا کہ آیا یہ روایت روایات صیحہ میں سے ہے یا نہیں؟

جب ہم اس روایت کے سلسلہ رواۃ کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو اس کا پہلا راوی محمد بن عمر واقدی دکھائی دیتا ہے جس کی وفات 260 ہجری میں ہوئی ہے اور یہ مامون رشید کے زمانہ میں بغداد کا قاضی تھا۔

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، طبقات الکبیر، جلد نمبر 2 ،فی مغازی رسول ﷺ، تالیف۔ محمد بن سعد بن منیع الزھری متوفی 230 ھجری، تحقیق۔الدکتور علی محمد عمر ،ناشر مکتبہ الخانجی بالقاہرۃ ،طبعہ اولی 1421 ھجری 2001 عیسوی، الشرکۃ الدولیہ للطباعۃ.

اور یہ اکثر علمائے اہلسنت کے نزدیک ضعیف کذاب اور متروک الحدیث ہے اس کے متعلق شمس الدین ذہبی کبار اکابرین اہل سنت کے اقوال اور آراء نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے ۔

مثلا امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں یہ کذاب ہے۔

اور یہ احادیث کو الٹ پلٹ دیتا ہے اور اس کی حدیث کو تحریر نہ کیا جائے۔

امام بخاری اور امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ متروک الحدیث ہے یعنی اس کی روایات قابل اعتماد نہیں ہیں۔

امام ابو حاتم اور امام نسائی کے نزدیک یہ حدیث ایجاد کرتا ہے۔

امام دار قطنی کہتے ہیں کہ اس میں ضعف پایا جاتا ہے۔

اسحاق بن طبع کہتے ہیں کہ میں نے مکہ کے راستے میں واقدی کو غلط طریقے سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں واقدی نامی راوی کمزور ہے۔[1]

---

[1] - حوالہ۔میزان الاعتدال اردو، جلد نمبر 6 ، صفحہ نمبر 284 تا285 ، رقم ترجمہ 7999 ، تالیف۔امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی متوفیٰ748 ھجری، مترجم مولانا ابو سعید، مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، حوالہ نمبر 2 ، تاریخ مدینہ السلام،واخبار محدثیھا وذکر قطانھا العلماء من غیر اھلھا ووارد یھا، جلد نمبر 4 ، صفحہ نمبر 20 ، رقم ترجمہ 1203 ، تالیف۔ امام الحافظ ابی بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی متوفیٰ 463 ھجری، تحقیق۔الدکتور بشار عواد معروف، دارالغرب اسلامی، الطبعہ اولی 2001 عیسوی 1422 ھجری۔

اس سلسلہ روایت کا دوسرا راوی اِبراہیم بن اِسماعیل بن ابو حبیبہ اشہلی مدنی ہے جس کا انتقال 165 ہجری میں ہوا ہے۔

اس کے متعلق امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

امام نسائی نے کہا ہے یہ ضعیف ہے۔

امام دار قطنی فرماتے ہیں یہ قوی نہیں ہے۔

امام یحیی بن معین کے ایک قول کے مطابق یہ راوی لیس بشیء ہے یعنی اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔[1]

اس سلسلہ روایت کا تیسرے راوی داود بن حصین (ابو سلمان مدنی) ہے اس کا انتقال 135 ھجری میں ہوا ہے۔

جس کے متعلق شمس الدین ذہبی اکابرین علمائے اہل سنت کے اقوال نظریات اور آراء نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ،میزان الاعتدال اردو، جلد نمبر 1 ،صفحہ نمبر 60،رقم ترجمہ 36 ،تالیف۔امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی متوفی748 ھجری،مترجم مولانا ابو سعید، مطبع،خضر جاوید پرنٹرز لاہور،ناشر مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور.

مثلا اس کے متعلق سفیان بن عنیہ کہتے ہیں ہم اس کی نقل کردہ حدیث سے بچا کرتے تھے ۔

علی بن مدینی کہتے ہیں کہ عکرمہ کے حوالے سے اس نے جو روایات نقل کی ہیں وہ منکر ہیں۔

امام ابوداؤد فرماتے ہیں عکرمہ کے حوالے سے اس کی نقل کردہ روایات منکر ہیں۔

ابن حبان کہتے ہیں یہ عکرمہ کی طرح برے لوگوں جیسے نظریات رکھتا ہے۔

اس پر قدریہ فرقے سے تعلق رکھنے کا بھی الزام ہے۔[1]

اس سلسلہ روایت کا چوتھا راوی عکرمہ بن ابوجہل ہے جس کا انتقال 105 ہجری میں ہوا ہے۔

جس کے متعلق شمس الدین ذھبی اکابرین علماء اہلسنت کے اقوال اور آراء اور نظریات کو نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

مثلا ابن مسیب سے یہ بات منقول ہے کہ انہوں نے عکرمہ کو جھوٹا قرار دیا ہے۔

محمد بن سیرین سے عکرمہ کے بارے میں جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ کذاب ہے۔

---

[1] ۔حوالہ: میزان الاعتدال اردو، جلد نمبر 3 ، صفحہ نمبر 36 ، رقم ترجمہ 2603، تالیف۔ امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی متوفیٰ 748 ھجری، مترجم مولانا ابوسعید، مطبع خضر جاوید پرنٹرز لاہور، ناشر مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور.

فضل سینانی نے ایک شخص کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے عکرمہ کو دیکھا نماز کھڑی ہو چکی تھی وہ اس وقت شطرنج کھیل رہا تھا۔

مصعب زبیری بیان کرتے ہیں کہ عکرمہ خارجیوں کے نظریات کا حامل تھا ایک دفعہ مدینہ کے گورنر نے اسے بلایا تو یہ داود بن حصین کے ہاں چھپ گیا اور اسی کے گھر میں ہی اس کا انتقال ہوا۔

ابن مسیب کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ انہوں نے اپنے غلام بردہ سے کہا تم میری طرف اس طرح جھوٹی باتیں منسوب نہ کرنا جس طرح عکرمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کی تھیں۔

عبداللہ بن حارث کہتے ہیں میں علی بن عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہاں باب الحش کے پاس عکرمہ بندھا ہوا تھا تو میں نے علی بن عبداللہ بن عباس سے کہا کیا آپ اللہ تعالی سے ڈرتے نہیں ہیں (یعنی انہیں کیوں باندھ رکھا ہے) تو وہ بولے اس خبیث نے میرے والد کی طرف جھوٹی بات منسوب کی ہے۔[1]

خلاصة الكلام

---

[1] ۔میزان الاعتدال اردو، جلد نمبر 5 ، صفحہ نمبر 136 ، رقم ترجمہ 5722، تالیف۔امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی متوفیٰ 748 ھجری، مترجم مولانا ابو سعید، مطبع خضر جاوید پرنٹرز لاہور، ناشر مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

خلاصۃ الکلام یہ ہوا کہ اس روایت کے چاروں راوی مجروح اور مذموم ہونے کی وجہ سے یہ روایت قابل اعتبار نہیں رہی لہذا ایسے رواۃ سے نقل شدہ روایت کے ساتھ تمسک کرتے ہوئے شیخین کی جنازہ رسول ﷺ میں شمولیت ثابت کرنا ایک علمی خیانت شمار ہوگی اور ساتھ ہی علمائے اہل سنت نے اس بات کی وضاحت بھی کی ہے کہ یہ عکرمہ نامی راوی ابن عباس کی طرف جھوٹی روایتیں منسوب کیا کرتا تھا چونکہ عکرمہ ابن عباس کا غلام تھا اور یہ مذکورہ روایت بھی عکرمہ نے ابن عباس کی طرف نسبت دے کر بیان کی ہے۔

اسی روایت کو من گھڑت قرار دیتے ہوئے مفتی محمد فاروق علوی صاحب فرماتے ہیں طبری اور دیگر مورخین ہمیں بتاتے ہیں کہ بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی جائے وفات کے علاوہ دوسرے مقامات پر بھی دفن ہوئے ہیں ۔ [1]

دوسری روایت

''اخبرنا محمّد بن عمر واقدی ، حدثني موسى بن محمّد بن إبراهيم بن الحارث التيمى قال : وجدتُ هذا في صحيفة بخط أبي فيها : لما كُفن رسول الله صلى عليه وآله وسلم ووضع على سريره دخل أبو بكر وعمر فقالا السلام عليك أيّها النبي ورحمة الله وبركاته ومعهما نُفرٌ من المهاجرين والأنصار قدرَ ما يَسَعُ

---

[1] ۔فدک کا مقدمہ، صفحہ نمبر 18 ، تالیف مفتی محمد فاروق علوی سنی۔

البيت ، فسلّموا كما سلّم أبو بكر وعمر وصفوا صفوفا لا يؤمهم عليه أحد، فقال أبو بكر وعمر ، وهما في الصف الأول حيال رسول الله الله عليه وآله وسلم --------الخ''۔

ترجمہ: محمد بن عمر واقدی یہ موسی بن محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے روایت کرتا ہے اس نے کہاہے کہ مجھے میرے والد محمد کے ہاتھ کی تحریر ملی جس میں ذکر تھا جب آنحضرت ﷺ کو کفن پہنا دیا گیا اور انہیں اپنی چارپائی پر لٹا دیا گیا تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر مہاجرین اور انصار کے ساتھ حجرہ رسالت مآب ﷺ میں اتنے لوگوں کے ساتھ داخل ہوئے جتنی حجرہ میں لوگوں کی گنجائش تھی سب لوگوں نے صف بستہ ہو کر بغیر امام کے ان الفاظ کے ساتھ آپ ﷺ پر سلام پڑھا ''السلام علیك ایها النبی و رحمة الله وبرکاته''حضرت ابو بکر اور حضرت عمر آنحضرت ﷺ کے روبرو صف اول میں کھڑے تھے -----الخ

جواب

جب ہم اس روایت کے سلسلہ رواۃ کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو اس کا پہلا راوی محمد بن عمر واقدی دکھائی دیتا ہے جس کی وفات 260 ہجری میں ہوئی ہے اور یہ مامون رشید کے زمانے میں بغداد کا قاضی تھا یہ جھوٹا اور کذاب قسم کا انسان تھا جس کے

متعلق شمس الدین ذہبی اکابرین علماء اہلسنت کے اقوال و آراء اور نظریات نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

مثلا امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں یہ کذاب ہے۔

اور یہ احادیث کو الٹ پلٹ دیتا ہے۔

اور اس سے نقل شدہ حدیث کو تحریر نہ کیا جائے۔

امام بخاری اور امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ متروک الحدیث ہے یعنی اس کی روایات قابل اعتماد نہیں ہیں۔

امام ابو حاتم اور امام نسائی کے نزدیک یہ حدیث ایجاد کرتا ہے۔

امام دار قطنی کہتے ہیں کہ اس میں ضعف پایا جاتا ہے۔

اسحاق بن طبع کہتے ہیں کہ میں نے مکہ کے راستے میں واقدی کو غلط طریقے سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں واقدی نامی راوی کمزور ہے۔[1]

اس سلسلہ روایت کا دوسرا راوی موسی بن محمد بن حارث تیمی ہے جس کی وفات 120 ہجری میں ہوئی۔

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، میزان الاعتدال اردو، جلد نمبر 6 ، صفحہ نمبر 284 تا 285 ، رقم ترجمہ 7999 ، تالیف۔ امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی متوفیٰ 748 ھجری، مترجم مولانا ابو سعید، مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

اور اس کے متعلق شمس الدین ذہبی اکابرین علماء اہل سنت کے اقوال و آراء اور نظریات نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

مثلا اس کے متعلق امام یحییٰ نے کہا کہ یہ شخص کوئی حیثیت نہیں رکھتا لہذا اس کی روایت کو تحریر نہ کیا جائے۔

ایک اور مقام پر کہا یہ شخص ضعیف ہے۔

امام بخاری کہتے ہیں اس سے منکر روایات منقول ہیں امام نسائی کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے۔

امام دار قطنی کہتے ہیں یہ متروک ہے۔[1]

خلاصة الکلام

اس روایت کے دونوں راوی ضعیف ہیں لہذا اس روایت کے ساتھ تمسک کرتے ہوئے شیخین کی جنازہ رسالت مآب ﷺ میں شمولیت ثابت کرنا اہل اسلام سے فراڈ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

روایت نمبر 3

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، میزان الاعتدال اردو، جلد نمبر 6 ، صفحہ نمبر 524 ، رقم ترجمہ 9921 ، تالیف۔ امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی متوفیٰ 748 ھجری، مترجم مولانا ابو سعید، مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

''اخبرنا محمد بن عمر واقدی ،اخبرنا سفیان بن عینیه عن جعفر بن محمد عن ابیه قال صلی علی رسول الله (صلی الله علیه وآله وسلم) بغیرامام یدخل علیه زمرا زمرا یصلون علیه فلما فرغوا نادی عمر خلو الجنازة واهلها۔

ترجمہ: امام علی ابن الحسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ لوگوں نے بغیر امام کے گروہ در گروہ ہو کر پڑھی جب لوگ نماز جنازہ پڑھ چکے تو عمر نے بلند آواز سے کہا پیچھے ہٹو اہل بیت کو نماز جنازہ پڑھنے دو۔

جواب

یہ روایت سلسلہ سند کے لحاظ سے اس قابل نہیں ہے کہ اس کے ساتھ تمسک کرتے ہوئے شیخین کی جنازہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شمولیات کو ثابت کیا جاسکے۔ کیونکہ اس سلسلہ روایت کا پہلا راوی وہی محمد بن عمر واقدی ہے جس کا پوسٹ مارٹم پہلی دو روایات کے ذیل میں ہو چکا ہے۔

چوتھی روایت

''حدثنا ابن حمید قال حدثنا سلمه عن محمد بن اسحاق عن حسین بن عبدالله عن عکرمه مولی ابن عباس عن عبد الله بن عباس قال لما ارادوا أن يحفرو الرسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم)و کان ابو عبیدة بن الجراح يحفر كحفر أهل مكة وكان أبو طلحة زيد بن سهل هو الذي يحفر لأهل المدينة وكان يلحد فدعا العباس رجلين فقال لأحدهما أذهب إلى أبي عبيدة وللآخراذهب إلى

أبي طلحة اللهم خر لرسولك قال فوجد صاحب أبي طلحة أبا طلحة فجاء به فلحد لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فلما فرغ من جهاز رسول الله يوم الثلاثاء وضع على سريره في بيته و قد كان المسلمون اختلفوا في دفنه فقال قائل ندفنه في مسجده و قال قائل يدفن مع أصحابه فقال أبو بكر إني سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول ما قبض نبي إلا يدفن حيث قبض فرفع فراش رسول الله الذي توفي عليه حفر له تحته ودخل الناس على رسول الله يصلون عليه أرسالا حتى إذا فرغ الرجال أدخل النساء حتى إذا فرغ النساء أدخل الصبيان ثم أدخل العبيد ولم يؤم الناس على رسول الله صلى الله عليه وسلم أحد ثم دفن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من وسط الليل ليلة الأربعاء'۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی لحد مبارک تیار کروانے کی نوبت آئی تو وہاں دو آدمی ایسے تھے جو قبریں تیار کیا کرتے تھے ان میں سے ایک ابو عبیدہ بن جراح جو اہل مکہ کی رسم و رواج کے مطابق قبور (شق) تیار کیا کرتا تھا، دوسرا شخص ابو طلحہ زید بن سہل انصاری ہے جو اہل مدینہ کی رسم و رواج کے مطابق قبور (بغلی) تیار کیا کرتا تھا جناب عباس بن عبد المطلبؓ نے دو آدمیوں کو بلانا چاہا ایک کو ابو عبیدہ کے پاس جانے کے لئے کہا اور دوسرے کو ابو طلحہ زید بن سہل کو بلانے کے لئے بھیجا اور یہ دعا مانگی کہ اے خداوند کریم تو ہی اپنے رسول کے لیے قبر کھودنے والے کا انتخاب فرما جو شخص ابو طلحہ کو بلانے کے لیے گیا تھا انہیں وہ

مل گیا اور انہیں وہ ساتھ لایا پس نبی کریم ﷺ کی لحد تیار کرنے کا شرف ابو طلحہ کو نصیب ہوا، بروز منگل جب آنحضرت ﷺ کے غسل وکفن کا عمل مکمل ہو گیا تو آپ ﷺ کو اپنے بیت الشرف میں چارپائی پر لٹا دیا گیا اور مسلمانوں نے آپ ﷺ کے مقام دفن کے بارے میں اختلاف کیا کسی نے کہا کہ آپ ﷺ کو مسجد میں دفن کیا جائے اور کسی نے کہا کہ آپ ﷺ کو اپنے اصحاب کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔

اس اختلاف کو دیکھ کر حضرت ابو بکر نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس مقام پر نبی کی روح قبض ہوتی ہے وہاں ہی اسے دفن کیا جاتا ہے پس اس جگہ سے آپ ﷺ کا بستر مبارک اٹھایا گیا جہاں آپ ﷺ کی روح پرواز ہوئی تھی اور وہاں آپ ﷺ کی لحد تیار کی گئی لوگ حجرہ مبارک میں داخل ہوئے اور ہر ایک نے فرادیٰ نماز جنازہ پڑھی جب مرد جنازہ پڑھ چکے تو اس کے بعد عورتوں نے حجرہ میں داخل ہو کر آپ ﷺ پر نماز جنازہ پڑھی اوران کے بعد بچوں نے پھر غلاموں نے حجرہ میں داخل ہو کر نماز جنازہ پڑھی ان میں سے کسی نے بھی نماز جنازہ

کی ادائیگی کے لئے امامت کا اہتمام نہیں کیا اس کے بعد شب بدھ آدھی رات کو آپ ﷺ کے جسد اقدس کو سپرد خاک کر دیا گیا۔[1]

جواب

اس سلسلہ روایت کے پہلے راوی محمد بن حمید رازی ہیں جس کی وفات 248 ہجری میں ہوئی ہے۔

اس کے متعلق شمس الدین ذہبی اکابرین اہل سنت کے اقوال اور آراء اور نظریات نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

مثلا یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں اس نے بکثرت منکر روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری کہتے ہیں اس میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔

ابو ذرعہ نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

فضلک رازی کہتا ہے میرے پاس ابن حمید کے حوالے سے پچاس ہزار احادیث منقول ہیں لیکن میں ان میں سے ایک حرف کی بھی روایت نہیں کرتا۔

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب۔، تاریخ الامم والملوک المعروف بتاریخ طبری، جلد 2 ، صفحہ 452 ،۱۱ہجری کے واقعات ، تالیف۔ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفیٰ 310ھجری، منشورات مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان۔

محمد بن شاذان نے اسحاق کوسج کا بیان نقل کیا ہے کہ ابن حمید نے ہمارے سامنے کتاب المغازی سلمہ ابرش کی طرف نسبت دے کر بیان کی تو اس نے یہ فیصلہ دیا کہ میں علی بن مہران کے پاس گیا اور میں نے انہیں کتاب المغازی سلمہ کے حوالے سے روایت کرتے ہوئے سنا میں نے ان سے کہا کیا یہ کتاب ابن حمید نے پڑھی ہے؟

(یعنی سلمہ کے حوالے سے نقل کی ہے)وہ میری بات سے حیران ہوئے اور بولے محمد بن حمید نے یہ مجھ سے اور کوسج سے سنی ہے اور انہوں نے یہ کہا میں گواہی دیتا ہوں یہ کذاب ہے۔

صالح جزرہ کہتے ہیں ہم ابن حمید کو ہر اس چیز کے حوالے سے متہم قرار دیتے ہیں جو وہ ہمیں حدیث کے ضمن میں بیان کرتا ہے۔

میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو اللہ تعالی کے بارے میں اس سے زیادہ جرأت کرنے والا ہو۔

وہ لوگوں کی احادیث حاصل کرتا تھا اورانہیں ایک دوسرے کے ساتھ تبدیل کر دیتا تھا۔

ابن خراش کہتے ہیں: ابن حمید نے ہمیں حدیث بیان کی کہ اللہ کی قسم وہ جھوٹ بولتا ہے۔

کئی حضرات کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: ابن حمید حدیث میں چوری کیا کرتا تھا۔

امام نسائی کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں تھا۔

صالح جزرہ کہتے ہیں: میں نے ابن حمید اور ابن شاذ کوفی سے زیادہ جھوٹا اور کوئی نہیں دیکھا۔

ابو علی نیشاپوری کہتے ہیں: میں نے امام ابن خزیمہ سے کہا اگر آپ ابن حمید سے بھی سند حاصل کر لیتے تو مناسب ہوتا کیونکہ امام احمد بن حنبل نے اس کی بڑی تعریف کی تو انہوں نے جواب دیا امام احمد بن حنبل اس سے واقف نہیں تھے اگر وہ اس سے اسی طرح واقف ہوتے جس طرح ہم اس سے واقف ہیں تو کبھی اس کی تعریف نہ کرتے۔

ابو احمد عسال بیان کرتے ہیں میں نے فضلک رازی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے میں محمد بن حمید کے پاس گیا وہ اسانید کو متون پر چڑھا رہا تھا۔[1]

اس سلسلہ روایت کے دوسرا راوی سلمہ بن فضل ابرش ہے جس کی وفات 191 ہجری میں ہوئی ہے۔

اس کے متعلق شمس الدین ذہبی علماء اعلام کے اقوال اور آراء اور نظریات نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، میزان الاعتدال اردو، جلد نمبر 6 ، صفحہ نمبر 148 تا 149، رقم ترجمہ 7459 ، تالیف۔امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی متوفیٰ 748 ھجری، مترجم مولانا ابو سعید، مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

یہ شخص رَی (تہران) کا قاضی تھا اس نے ابن اسحاق سے المغازی میں روایت کی ہے اس کی کنیت ابو عبد اللہ ہے ابن راہو یہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس کی نقل کردہ احادیث میں بعض منکر ہیں۔

امام نسائی کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے۔

علی مدینی کہتے ہیں ہم لوگ رَی سے اس وقت تک نہیں نکلے جب تک ہم نے سلمہ کی نقل کردہ روایات پھینک نہیں دی۔

ابو ذرعہ کہتے ہیں اہل رَی اس کے عقیدے کی خرابی اور اس کے ظلم کی وجہ سے اس کی طرف راغب نہیں تھے۔[1]

اس سلسلہ روایت کے تیسرا راوی محمد بن اسحاق بن یسار ہے جس کی وفات 151 ہجری میں ہوئی ہے۔

شمس الدین ذہبی اس شخص کے متعلق مختلف علمائے اعلام کے اقوال اور آراء اور نظریات نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

کہ امام نسائی اور دیگر حضرات نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے۔

امام دار قطنی کہتے ہیں کہ اس کی نقل کردہ روایات کے ساتھ استدلال نہیں کیا جا سکتا

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، میزان الاعتدال اردو، جلد نمبر 3 ، صفحہ نمبر 270، رقم ترجمہ 3413 ، تالیف۔ امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی متوفیٰ 748 ھجری، مترجم مولانا ابو سعید، مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

سلیمان تیمی کہتے ہیں کہ یہ شخص کذاب ہے۔

وھیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ہشام بن عروہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ شخص کذاب تھا۔

عبدالرحمان بن مہدی کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید انصاری اور امام مالک ابن اسحاق پر جرح کیا کرتے تھے۔

ابن عدی کہتے ہیں کہ ابن اسحاق مرغوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ [1]

اس سلسلہ روایت کا چوتھا راوی حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس ہاشمی مدنی ہے جس کی وفات 148 ہجری میں ہوئی ہے

شمس الدین ذہبی اس کے متعلق علمائے اعلام کے اقوال اور آراء اور نظریات نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اس سے منکر روایت منقول ہیں۔

---

[1] - اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ،میزان الاعتدال اردو، جلد نمبر 6 ، صفحہ نمبر 89،رقم ترجمہ 7202 ، تالیف۔ امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی متوفیٰ 748 ھجری، مترجم مولانا ابوسعید، مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

امام بخاری فرماتے ہیں علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے اس کی روایات کو ترک کر دیا تھا۔

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں کہ یہ قوی نہیں ہے۔

امام نسائی نے کہاہے کہ یہ راوی متروک ہے۔[1]

اس سلسلہ روایت کا پانچواں راوی عکرمہ بن ابوجہل ہے جس کی وفات 105 ہجری میں ہوئی ہے۔

اکابرین اہل سنت نے اسے اپنی کتب میں ناصبی خارجی اور کذاب لکھا ہے جو اس کی وثاقت اور صداقت پر کاری ضرب کی حیثیت رکھتا ہے۔

سابقہ روایات کی جرح کے ضمن میں ہم اس کے حالات زندگی پر تبصرہ کر چکے ہیں۔

اولا: یہ روایت سند کے لحاظ سے ضعیف ہے جس کی وجہ سے یہ ساقط عن الاعتبار ہے کیوں کہ اس روایت کے تمام راوی اکابرین اہل سنت کے نزدیک مجروح اور مذموم ہیں۔

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، میزان الاعتدال اردو، جلد نمبر2 ، صفحہ نمبر342، رقم ترجمہ 2015 ، تالیف۔امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، متوفیٰ748 ھجری، مترجم مولانا ابوسعید، مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

لہذا اس جیسی روایات کے ساتھ تمسک کرتے ہوئے شیخین کی جنازہ رسالت مآب ﷺ میں شمولیت ثابت کرنا کم عقلی ہے۔

روضہ رسول خدا ﷺ کی زیارت کا بیان

روضہ رسول خدا ﷺ کی زیارت عظیم سعادت بہت بڑی عبادت اور تقرب الہی کا بہترین ذریعہ ہے شیعہ سنی روایات میں روضہ انور کی زیارت کی بہت بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے روضہ انور کی زیارت کمالات حج و عمرہ میں سے ہے، اور یہ زیارت مناسک حج و عمرہ کو حسن بخشتی ہے۔

جیسا کہ روایات میں ذکر ہے اہل بیت اطہار علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ اپنے اپنے ادوار میں روضہ اطہر کی زیارت سے شرف یاب ہوا کرتے تھے۔

پہلی روایت

''عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من جاءنی زائرا لا یعلم له حاجة الاّ زیارتی کان حقا علیَّ ان اکون له شفیعا یوم القیامة''۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص مدینہ منورہ میں فقط میری قبر کی زیارت کے قصد سے آیا ہو اس کا مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت

کے دن اس کی شفاعت کروں۔[1]

دوسری روایت

''عن ابن عمر مرفوعا من حج فزار قبری بعد موتی کاّن کمن زارنی فی حیاتی''۔

ترجمہ: ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے میری رحلت کے بعد حج کیا اور پھر میری قبر کی زیارت کی تو گویا اسے میری زندگی میں میری زیارت کا شرف حاصل ہوا۔[2]

تیسری روایت

''عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله من زار قبري، وجبت له شفاعتي''۔

ترجمہ: ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی یقینا اسے میری شفاعت نصیب ہو گی۔[1]

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، جلد نمبر 4 ،صفحہ نمبر 2 ،باب زیارت سیدنا رسول ﷺ ،تالیف۔ الحافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی 807 ھجری، مکتبہ القدس مطبوعہ مصر، تاریخ طباعت 1353 ھجری۔

[2] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، مشکاۃ المصابیح، جلد نمبر 2 ،صفحہ نمبر 128 ،کتاب المناسک، الفصل الثالث ،حدیث نمبر 2756 ،تالیف۔ الخطیب تبریزی متوفی 737 ھجری، تحقیق محمد ناصر الدین البانی المکتب الاسلامی ،الطبعہ اولی 1961 عیسوی۔

چوتھی روایت

" عن نافع عن ابن عمر قال، قال رسول الله من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی"۔

ترجمہ: ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے بیت اللہ کا حج توکیا مگر میری قبر کی زیارت نہ کی گویا اس نے میرے حق میں جفاء کی۔[2]

روضہ رسول خدا ﷺ کی طرف سفر کا بیان

بعض متعصب مزاج ملاں صاحبان لوگوں کے ذہنوں میں یہ شبہ پیدا کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ روضہ انور کی زیارت تو جائز ہے مگر زیارت کے قصد سے اس کی طرف سفر کرنا بدعت ہے۔

میں اس شبہ کا ازالہ کرنے کے لیے اکابرین اہل سنت کی معتبر کتب سے صحیح السند روایات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ جن کے مطالعہ سے یہ شیطانی چال خود بخود اپنے منطقی انجام تک پہنچ جاتی ہے۔

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، نوادر الاصول فی احادیث الرسول، جلد نمبر 2 ، صفحہ نمبر 67 ، باب۔ الاصل الثانی عشر والمائۃ، فی ان زیارت قبر نبی ﷺ ہجرۃ المضطرین۔، تالیف محمد بن علی بن حسن ابو عبد اللہ الحکیم ترمذی متوفیٰ 320 ھجری، تحقیق دکتور عبد الرحمان عمیرہ، دار الجیل بیروت۔

[2] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، صفحہ نمبر 27 ، الحدیث الخامس، تالیف۔ علی بن عبد الکافی تقی الدین السبکی الشافعی، متوفی۔756 ھجری، لجنۃ تراث العربی۔

روضه انور کی طرف جناب عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کا سفر

جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ذکر ہوا ہے کہ جب جناب عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو قبر انور کی زیارت کے قصد سے مدینہ منورہ کی طرف سفر کریں گے "اخبرنی ابو الطیب محمد بن احمد الحیری ثنا محمد بن عبد الوهاب ثنا یعلی بن عبید ثنا محمد بن إسحاق، عن سعيد ابن أبي سعيد المقبري عن عطاء مولى أم حبيبة قال: سمعت أبا هريرة يقول: قال رسول الله : ليهبطن عيسى ابن مريم حكما عدلا وإماما مقسطا وليسلكن فجا حاجا أو معتمرا أو بنيتهما وليأتين قبري حتى يسلم علي ولأردن عليه يقول ابو هريره يا ابن اخی ان رأيتموه فقولوا ابو هريره يقرئك السلام"۔

هذاحديث صحيح السند ولم يخرجاه بهذه السياقة"۔

ترجمہ: ام حبیبہ کے غلام سے مروی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے ابوہریرہ سے سنا وہ بیان کر رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عیسی ابن مریم علیہ السلام حاکم اور امام عادل ہونے کی حیثیت سے نزول فرمائیں گے اور وہ ضرور سفر کریں گے حج کی نیت سے یا عمرہ کی نیت سے یا ان دونوں کی نیت سے اور میری قبر پر ضرور حاضر ہوں گے اور مجھے سلام کہیں گے اور میں ان کے سلام کا جواب دوں گا ابو ہریرہ نے کہا اے میرے بھتیجے اگر تم ان سے ملاقات کرو تو انہیں میری طرف سے سلام کہنا

امام حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح السند ہے لیکن امام بخاری اور امام مسلم نے اس حدیث کی تخریج اس متن کے ساتھ نہیں کی۔[1]

تبصرہ

اس حدیث مبارکہ پر وہ لوگ غور و فکر کریں جو حاجیوں کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ مدینہ منورہ جاؤ مگر مسجد نبوی کی زیارت کے قصد سے، نہ کہ روضہ انور کی زیارت کے قصد سے۔

اس روایت میں صراحت کے ساتھ ذکر ہوا ہے کہ جب جناب عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو مکہ مکرمہ میں حج و عمرہ کے مناسک بجالانے کے بعد قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کریں گے کیوں کہ مناسک حج و عمرہ کو زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمال حاصل ہوتا ہے۔

حضرت عمر کا روضہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سفر

''ففرح عمر باسلام کعب الاحبار ثم قال هل لك ان تسير معي الى المدينة فنزور قبر النبي وتتمتع بزيارته فقلت نعم يا امير المومنين انا افعل ذلك''۔

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، المستدرک علی الصحیحین، جلد 2 ، صفحہ 651 ، کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین. ، ذکر نبی عیسی روح اللہ علیہ السلام، تالیف۔ امام حافظ ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیشاپوری (ایرانی) متوفی 405 ھجری، منشورات محمد علی بیضون دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

ترجمہ: بیت المقدس کی فتح کے موقع پر جب کعب الاحبار نے اسلام قبول کیا تو حضرت عمر بن خطاب کو بہت خوشی ہوئی، تو اس نے کعب الاحبار سے کہا کیا تم قبر نبی کریم ﷺ کی زیارت اور اس سے فیوض وبرکات حاصل کرنے کے لئے میرے ساتھ مدینہ منورہ چلوگے؟

اس نے کہا جی ہاں، تو حضرت عمر بن خطاب کے قول سے معلوم ہوا قبر نبی ﷺ کی زیارت کے قصد سے مدینہ منورہ کا سفر کرنا شرعا جائز ہے نہ کہ بدعت۔[1]

انس بن مالک اور روضہ رسول خدا ﷺ

''ابی امامه عن ابیه قال رأیت انس بن مالك اتی بقبر النبی فوقف فرفع یدیه حتی ظننت انه افتتح الصلاة سلم علی النبی ثم انصرف''۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ اس کا باپ بیان کرتا ہے کہ میں نے انس بن مالک کو دیکھا وہ قبر نبی ﷺ پر حاضر ہوا اور وہاں کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور مجھے گمان ہونے لگا کہ اس نے نماز پڑھنا شروع کر دی ہے پھر اس نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا پھر واپس چلا گیا۔[1]

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، فتوح الشام، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 192، ذکر فتح مدینہ بیت المقدس، تالیف ۔ابی عبد اللہ محمد بن عمر الواقدی متوفی 307 ھجری، مطبوعہ مصر تاریخ طباعت 1934 عیسوی۔

جناب انس بن مالکؓ کے عمل سے معلوم ہو رہاہے کہ قبر نبی ﷺ پر کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھنا صحابہ کرامؓ کی سنت ہے نہ کہ بدعت۔

جناب جابر کا قبر رسول خدا ﷺ پر گریہ

''محمد بن المنكدر قال رأيت جابر وهو يبكي عند قبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وهو يقول هاهنا تسكب العبرات سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول ما بين قبري و منبري روضة من رياض الجنة''.

ترجمہ: محمد بن منکدر سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے جناب جابرؓ کو قبر نبی ﷺ کے پاس کھڑے ہو کر روتے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہا تھا یہ وہ مقام ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔[2]

---

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، شعب الایمان، جلد نمبر 3 ، صفحہ نمبر 491 ، باب 25 فی المناسک فضل الحج والعمرہ، حدیث نمبر 4164 ، تالیف۔ الامام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی متوفی 458 ھجری، تحقیق۔ ابی ھاجر محمد سعید بن بسیہونی زغلول، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، الطبعہ الثانیہ 2008 عیسوی۔

[2] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، شعب الایمان، جلد نمبر 3 ، صفحہ نمبر 491 ، باب 25 فی المناسک فضل الحج والعمرہ، حدیث نمبر 4163 ، تالیف۔ الامام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی متوفی 458 ھجری، تحقیق۔ ابی ھاجر محمد سعید بن بسیہونی زغلول، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، الطبعہ الثانیہ 2008 عیسوی۔

جناب جابرؓ کے اس عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی جدائی پر گریہ کرنا جائز عمل ہے اور صحابہ کرام کی سنت ہے۔

عمر بن عبدالعزیز اور قبر رسول خدا ﷺ

"عن یزید بن ابی سعید المقبری قال قدمت علی عمر بن عبد العزیز اذا کان خلیفة بالشام فلما ودعته قال ان لی الیك حاجة اذا اتیت المدینه ستری فأقرئه منی السلام"۔

ترجمہ: یزید بن ابی سعید المقبری کہتا ہے کہ میں شام میں عمر بن عبد العزیز کے پاس گیا جب وہ وہاں کا حکمران تھا جب میں اس سے الوداع ہونے لگا تو اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے آپ سے ایک حاجت ہے جب آپ مدینہ منورہ پہنچ جائیں تو قبر نبی ﷺ پر جاکر) آقا کو میری طرف سے سلام پیش کرنا۔[1]

عمر بن عبد العزیز کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ قبر نبی ﷺ کی زیارت کے لیے خود جانا یا کسی کو نائب بنا کر بھیجنا ہر دو طرح سے جائز عمل ہے۔

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، شعب الایمان، جلد نمبر 3 ، صفحہ نمبر 292 ، باب 25 فی المناسک فضل الحج والعمرہ، حدیث نمبر 4166 ، تالیف۔ الامام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی متوفی 458 ھجری، تحقیق۔ ابی ہاجر محمد سعید بن بسیونی زغلول، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، الطبعہ الثانیہ 2008 عیسوی۔

روضہ انور کے پاس دعا

''حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ النُّكْرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَاءِ أَوْسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطًا شَدِيدًا، فَشَكَوْا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كِوًى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ. قَالَ: فَفَعَلُوا، فَمُطِرْنَا مَطَرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ، وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ حَتَّى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ، فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ رجاله ثقات''۔

ترجمہ: ابو جوزا اوس بن عبد اللہ بیان کرتا ہے کہ اہل مدینہ سخت قحط کا شکار ہو گئے گئے انہوں نے بی بی عائشہؓ سے اس قحط کی شکایت کی بی بی نے فرمایا تم نبی کریم ﷺ کی قبر انور پاس جاؤ اور آسمان کی طرف ایک ایسا چھوٹا سا سوراخ بنا دو جس کی وجہ سے قبر مبارک اور آسمان کے درمیان کوئی چھت وغیرہ حائل نہ ہو راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اتنی شدید بارش ہوئی جس کی وجہ سے گھاس اگ گئی اور اونٹ اتنے موٹے تازہ ہو گئے چربی کی وجہ سے وہ پھول گئے اس سال کو عام الفتق (بارشوں والا سال) قرار دیا گیا اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر نبی کریم ﷺ کے پاس جاکر اپنی پریشانیوں کا بیان کرنا بدعت نہیں بلکہ جائز عمل ہے اور صحابہ کرامؓ کی سنت اور بی بی عائشہؓ کی تعلیمات کے مطابق۔[1]

اہل سنت سعودی اسکالر کا ویڈیو بیان

اہل سنت سعودی اسکالر شیخ حسن فرحان مالکی تاریخ سے ان الفاظ کے ساتھ پردہ اٹھاتے ہوئے کہتا ہے۔

بسمه تعالی''ما يخص ما فعله ابو بكر بعد السقيفه فی هجوم علی بيت فاطمه طبعا فی سوالك ايضا السابق نعم انا كنت اشك فی هذه القصة و لكن وجدتها من تمام طرق اول ما''۔

'' لما وجدتها من تمام طرق منها طرق سنية وصحيحة قلت بصحتها على وجه الجملة دون التفاصيل التی يذكرها الاخوة الشيعة بعض التفاصيل الشنيعة لم تثبت عندی طبعا ثم وجدتها فی ستة وثلاثين طريق تقريبا يعنی كان

---

[1] ۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب مسند الدارمی المعروف سنن الدارمی، ج 1 ، ص 227 ، باب ما اکرم اللہ نبیہ ﷺ بعد موتہ، تالیف :: أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي السمرقندي (المتوفى: 255هـ)، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، الناشر: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، 1412هـ - 2000 م

ثمانية ثم اصبح عندی الآن ستة وثلاثين اسناد فی قصة الهجوم علیٰ بیت فاطمة''۔

اماّ لماذه؟

''فی ضمن ان ابا بکر رحمه الله و سامحه و رضی عنه کان یشعر بالضعف لان اختلاف الخزرج یعتزل عنهم قبیلة خزرج او سعد بن عباده و بقی معه بن حارث وابن نجار وبقی معه ایضا اہلبیته اکثر عصبیةً له ومنهم قیس ابن سعد وابن عباده وہو بدری، بنو هاشم ایضاً منعزلون عنه ولم یبقی معه الاّ الطلقاء قریش وبعض المهاجرین وقبیلة اسلم التی کان یظهر فی تخطیط الدخول المدینه، اربعة الآف دخلوا فاجئة المدینة ،وحسموا الامر لابی بکر،وفی هذه الاثناء کان هناك نوع من التخوُّف وکان مدفوعا و ابو بکر من خلال قرائة سیرته له اکثر مرة یندم ویرجع ویحاول اقیلونی فلست بخیرکم ای یحاول ان یعید الامر الی الناس الاّ انه یجد من یدفعه الی التمسك بموقفه وخاصاً کان عمر ابن خطاب ایضا سامحه الله ورضی عنه کان ممن یدفع ابابکرالی التمسك بموقفه لان العمر لم یکن له سابقة کسابقة ابي بکر لانه لم یسلم العمرالاّ متأخرا ای فی العام السادس تقریباً ولم یصحب النبی طیلة العهد المکی بمعنی الصحبة لانه بعد ما اسلم فرح شعب لم یصحب النبی طبعا کان من بنی عدی ولم یکن من بنی هاشم ولم یکن من عبدالمطلب ثم بعد ثلاثه سنوات کان هناك عرض علی القبائل وکان معه النبی مرة علی و مرة زید بن

حارثه ومرة ابو بكر لكن عمر ايضا لم يكن فالعهد المكى كله تقريبا لم يلحق عمر لقاء صحبه ربما لقاء لقائين ثلاثة او اربعة عشرة ما تسمّى صحبه فالعهد المدنى ايضا سكن عاليا شرق المدينه فالعمر لم يكن متعلما يعنى، وحتى اخزنى بعض الاخوة عندما هذا افضل اعتزار عن عمر بما فعله افضل اعتزار انه لم يكن ملتصقاً بالنبى تماما الاتصاق حتى ينعكس فيها تأثّرالبنوى لانه كان يسكن خمسة كيلو مدينه و يحضر جمعة بعد جمعة ہو عثمان ابن مالك الذى كان اخوه من الانصار فاظنّى ان ابابكر كان يشعر بالضعف فأدّى به الى اقتحام بيت فاطمة الیٰ احراق فجأة السلمى يعنى احراق رجل يزعم انه مسلم قُتل مالك ابن نويرةالتمثيل الكبير بام قرفع هذه من سلالة بنو الفزارة من اعيان الحسن الفزارى ومع امثالهم وهى قريبة لنفس البيت وكانت لها خمسون جوارى وكانت عزيزة قومها يعنى ايضا واليه او اميره وشقها من ثين ونسبت هذه القصة هنا ايضا فائدة التاريخ انه ان فعل بعض الخلفاء فعلا شنيعا يحاول المعتزرون ان ينسبوالقصه يقدموها الى انه حدثت فى عهد النبى عليه الصلاة والسلام حتى يصبح شرعيه بان كان النبى ينهیٰ عن التمثيل حتى بالكلب العقور ومعروف رحمته ومعروف انه ارسل رحمة للعالمين فاذن كان سوالك الاخير يشعر بهذا الاعتزارالدہول مع الضعف يؤدى الى التصرفات فاحشة احيانا خاطئة ثم ندم ابو بكر فى آخر حياته انه كشف بيت فاطمه وتمنیٰ انه لم يكشف و لو اغلق على الحرب''۔

ترجمہ: جہاں تک بات ہے کہ ابو بکر کا سقیفہ کے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام کے گھر پر حملہ کرنے کی میں پہلے اس واقعہ کی حقیقت پہ شک کرتا تھا لیکن جب مجھے اس واقعہ کی مکمل اسناد مل گئیں جن میں صحیح سنی اسناد بھی شامل ہیں تو پھر میں اجمالا اس واقعہ کے صحیح ہونے کا قائل ہوگیا، لیکن ان تفاصیل کے بغیر جو ہمارے شیعہ بھائی بیان کرتے ہیں بعض ناروا تفاصیل میرے نزدیک ثابت نہیں ہیں پہلے میرے پاس آٹھ حوالے تھے لیکن اب مجھے 36 اسناد مل گئی ہیں اس واقعہ (بیت زھراء علیہا السلام پر حملہ) کی، رہا یہ سوال کہ ایسا کیوں ہوا میرے خیال کے مطابق ابو بکر اللہ ان پر رحم کرے اور انہیں معاف کرے (سیاسی طور پر)کمزوری محسوس کرتے تھے کیونکہ قبیلہ خزرج کے بہت سے لوگ ان سے الگ ہوگئے تھے اور سعد بن عبادہ بھی ان کے ساتھ بنو حارث اور بنو نجار اور ان کے خاندانوں کے لوگ بھی جن میں قیس بن سعد بن عبادہ بھی شامل ہیں جو بدری تھے ،بنی ہاشم بھی ان سے الگ تھے آپ ابو بکر کے ساتھ صرف قریش کے طلقاء باقی رہ گئے اور کچھ مہاجرین اور قبیلہ اسلم جو ایک منصوبہ بندی کے تحت 4 ہزار کی تعداد میں اچانک مدینہ داخل ہوا اور انہوں نے ابو بکر کو امر خلافت تک پہنچایا اس دوران وہاں ایک خوف کی فضا تھی اور ابو بکر کی سیرت پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کئی دفعہ نادم ہوئے اور فیصلے سے پیچھے ہٹے اور کہا مجھے چھوڑ دو میں تم سے بہتر نہیں ہوں اور کوشش کی کہ اس امر خلافت کو

لوگوں کی طرف پلٹا دیں مگر کچھ لوگ تھے جو انہیں مجبور کرتے تھے کہ وہ اپنے موقف پر قائم رہیں خصوصاً عمر بن خطاب اللہ انہیں بھی معاف کرے ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے آپ کو اپنے موقف پر قائم رہنے پر مجبور کیا، کیوں کہ عمر کا ایسا ماضی نہیں تھا جیسے ابو بکر کا تھا اور عمر نے اسلام بھی تاخیر سے قبول کیا تقریبا (بعثت) کے چھٹے سال اور مکی دور میں نبی کریم ﷺ کی حقیقی معنوں میں صحبت اختیار نہیں کی کیونکہ ان کے اسلام لانے کے بعد آپ ﷺ شعب ابی طالب علیہ السلام میں محصور ہو گئے تھے اور عمر وہاں ان کے ساتھ نہیں تھے کیونکہ آپ بنی عدی سے تھے بنو ہاشم اور بنو مطلب سے نہیں تھے اس کے تین سال بعد جب قبائل کے سامنے اسلام پیش کیا گیا تو آپ ﷺ کے ساتھ کبھی علی علیہ السلام کبھی ابو بکر کبھی زید بن حارثہ ہوتے تھے، لیکن عمر تب بھی ساتھ نہیں ہوتے تھے پس پورے مکی دور میں تقریبا عمر نے حقیقی صحبت اختیار نہیں کی شاید ایک دو یا تین چار یا دس ملاقات نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوئی ہوں گی جس کی وجہ سے صحبت کا اطلاق ہوتا ہے اور مدنی دور میں بھی آپ نے مشرقی مدینہ میں سکونت اختیار کی پس عمر متعلم نہیں تھے اس بات پر بعض اہل سنت بھائیوں نے مجھ پر اعتراض بھی کیا ہے لیکن عمر نے جو کام کیے ان کے لیے سب سے بڑا عذر یہی ہے کہ آپ مکمل طور پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس طرح نہیں رہے کہ آثار نبویہ آپ سے ظاہر ہوتے آپ مدینہ سے دور رہتے تھے

جمعہ کے جمعہ حاضر ہوتے تھے آپ اور عثمان بن مالک جو انصار میں سے آپ کا بھائی تھا، پس میرے خیال میں ابو بکر (سیاسی طور پر) کمزوری اور بحران محسوس کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ نے جناب فاطمہ علیہاالسلام کے گھر پر حملہ کیا فجأۃ سلامی کو زندہ جلایا جو ظاہراً مسلمان تھا مالک بن نویرہؓ کو قتل کیا، ام قرفع کی بُری طرح سے تمثیل کی (اس کی لاش پامال کی) جو بنو فزارہ میں سے تھیں اور اپنی قوم میں بہت عزت و عظمت کی مالک تھیں ابو بکر کی طرف سے جو والی تھا اس نے اسے درمیان سے دو ٹکڑوں میں چیر دیا، یہاں ایک تاریخ کے متعلق بات کہتا ہوں جب بھی کچھ خلفاء سے کوئی قبیح کام سرزد ہوا تو عذر بنانے والوں نے کوشش کی کہ وہ منسوب کر دیں کہ یہ واقعہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ہوا تھا تا کہ اس کام کی مشروعیت ثابت ہو جائے جب کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو لاش کو مثلہ (بے حرمتی) کرنے سے منع کرتے تھے یہاں تک کہ وحشی کتے کو مثلہ کرنے سے منع کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا جانا معروف ہے ابو بکر کیوں کہ (سیاسی طاقت میں) کمزوری محسوس کرتے تھے اور یہ کمزوری اور ذہنی انتشار بعض اوقات نامناسب اور غلط افعال کا سبب بنتے ہیں، بعد میں ابو بکر نادم اور پشیمان ہوئے زندگی کے آخری لمحات میں جناب فاطمہ علیہاالسلام کا گھر کھولنے پر نادم ہوئے اور تمنا کی کہ کاش میں جناب فاطمہ زہراء علیہاالسلام کا گھر نہ کھولتا اگرچہ وہ جنگ کیلئے اس کا دروازہ بند کرتے۔۔

جو اس ویڈیو کو سننا چاہے وہ اس ویڈیو لنک پر سرچ کر سکتے ہیں
https://youtu.be/Ze3JXuV_m4I

آخر میں ہم اللہ تعالی کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری اس قلمی کاوش کو بحق کے چہاردہ معصومین علیہم السلام اپنی بارگاہ عالیہ میں منظور و مقبول فرمائے۔

الٰہی آمین یارب العالمین

خادم مذہب اہل بیت شیخ ابو علی نجفی

30 دسمبر 2021 بروز جمعرات

تمت بحمد اللہ